دوسرا
موضوع

بادشاہ، کسان اور شہر

ابتدائی حکومتیں اور معیشتیں

(تقریباً 600قبل مسیحی دور سے 600عام دور)

ہڑپائی تہذیب کے خاتمے کے بعد سے 1500 سال کے طویل عرصے میں اس برصغیر کے مختلف حصوں میں متعدد تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ یہی وہ دور تھا جب سندھ اور اس کے معاون دریاؤں کے کنارے پر بود و باش رکھنے والے لوگوں نے رگ وید کی تدوین کی۔ برصغیر کے بہت سے حصوں میں زراعتی بستیاں ابھریں جن میں شمالی ہندوستان، سطح مرتفع (دکن) اور کرناٹک کے کچھ حصے شامل تھے۔ اس کے علاوہ دکن اور اس سے بھی نیچے کچھ علاقوں میں گلابان آبادیوں کے نشانات بھی ملے ہیں۔ مُردوں کو ٹھکانے لگانے کے نئے طریقے قبل مسیح کے پہلے ہزارے سے جنوبی ہند میں اپنائے جانے لگے جن میں باقاعدہ عمارتیں بنانا بھی شامل تھا جنھیں سنگِ کلاں، (میگھالیتھ) کے نام سے جانا جاتا ہے۔ متعدد صورتوں میں مُردوں کو لوہے کے اوزاروں کے ایک خاصے بڑے سلسلے کے ساتھ دفن کیا جاتا تھا۔

شکل 2.1
ایک کتبہ۔ سانچی (مدھیہ پردیش)
(تقریباً دوسری صدی ق م)

تقریباً چھٹی صدی ق م سے ایسی شہادتیں بھی موجود ہیں کہ جن سے کچھ دوسرے رجحانات کا پتہ چلتا ہے۔ شاید ان میں سب سے واضح علامت شروع کی حکومتوں یا ریاستوں، سلطنتوں اور بادشاہوں کے قائم ہونے کی ہے۔ ان سیاسی عملوں اور تبدیلیوں کے ذیل میں کچھ اور تبدیلیاں بھی رونما ہو رہی تھیں جو زراعتی پیداوار کی تنظیم کی تبدیلی کے روپ میں ظاہر ہو رہی تھیں۔ اس کے ساتھ ساتھ پورے برصغیر میں نئے شہر بھی ابھرے اور مستحکم ہوئے۔

ان تبدیلیوں اور کیفیات کو سمجھنے کے لیے مورخین نے کئی قسم کے آخذوں سے استفادہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ کتبات، تحریریں، سکّے اور بصری مواد۔ جیسا ہم آگے دیکھیں گے یہ بڑا پیچیدہ سا طریقۂ کار ہے۔ آپ یہ محسوس کریں گے کہ یہ آخذ پوری کہانی سنا بھی نہیں پاتے۔

1۔ پرنسیپ اور پیاداسی

ہندوستان کے علمِ کتبات (اپی گرافی) میں کچھ اہم ترین تبدیلیوں میں ایک تبدیلی یا انقلاب 1830 کے دہے میں رونما ہوا۔ یہ اس وقت ہوا جب ایسٹ انڈیا کمپنی کی ٹکسال میں ایک افسر جیمس پرنسیپ نے 'برہمی' اور 'خروشتی' زبانوں کو، جو قدیم ترین کتبوں اور سکّوں میں استعمال ہوئی ہیں، حل کر لیا۔ اس نے دیکھا کہ ان آخذوں میں سے اکثر میں ایک بادشاہ کا ذکر ہے جسے 'پیاداسی'، یعنی 'دیکھنے میں تسکّین بخش'، کا نام دیا گیا تھا۔ کچھ ایسے کتبے تھے جن میں ایک بادشاہ اشوک کا بھی ذکر تھا، جو بدھ مت کی تحریروں میں مشہور ترین حکمرانوں میں سے ایک حکمراں ظاہر کیا گیا ہے۔
اس سے ہندوستان کی ابتدائی سیاسی تاریخ کی کھوج میں ایک نئی رہنما سمت کا اضافہ ہو گیا

علم کتبات (اپی گرافی) کتبوں کے مطالعے کو کہتے ہیں

not to

چونکہ یوروپی اور ہندوستانی تاریخ داں بہت سی زبانوں کے طرح طرح کے کتبات اور تحریروں کی مدد سے خاص خاص خاندانوں کے ان حکمرانوں کی ترتیب وار فہرست تیار کرنے کی کوشش کر رہے تھے جنھوں نے برصغیر پر حکومت کی۔ اس کے نتیجے میں سیاسی تاریخ کے بنیادی خدو خال بیسویں صدی کے ابتدائی دہوں میں حاصل ہو چکے تھے۔

اس کے بعد عالموں نے اپنے مطالعے اور تجزیے کا فوکس سیاسی تاریخ کے سیاق کی طرف موڑنا شروع کیا۔ اور یہ تلاش کرنے کی کوشش کی کہ کیا سیاسی تبدیلیوں اور معاشی اور سماجی حالات وکیفیات کے درمیان کچھ تعلق تھے یا نہیں۔ یہ بات جلدی ہی واضح ہوگئی کہ یہ تعلق یا رشتے موجود تو تھے مگر یہ بالکل براہ راست یا سیدھے سادے نہیں تھے۔

2۔ سب سے پہلی حکومتیں

2.1 سولہ مہا جن پد

عام طور پر چھٹی صدی ق م کو ہندوستانی تاریخ میں ایک اہم موڑ کا نقطہ مانا جاتا ہے۔ یہ شروع کی حکومتوں لوہے کے بڑھتے ہوئے استعمال اور سکّوں کے نظام کے قائم ہونے وغیرہ سے متعلق دور تھا۔ اس دور میں مختلف قسم کے فکری نظام بھی اُبھرے جن میں بدھ مت اور جین مت بھی شامل تھے۔ ابتدائی بدھ اور جین مذہبی تحریروں (ملاحظہ ہو باب 4) دوسری اور باتوں کے علاوہ سولہ ریاستوں یا حکومتوں کا ذکر ہے جسے 'مہا جن پد' کہا گیا ہے۔ حالانکہ ان کی فہرست میں اختلاف ہے مگر کچھ نام جیسے وجّی، مگدھ، کوشالا، کورو، پنچالا، گندھارا اور اونتی، بار بار نظر آتے ہیں۔ ظاہر ہے مہا جن پدوں میں یہ سب سے اہم حکومتیں ہوں گی۔

گوکہ زیادہ تر جن پدوں پر بادشاہوں کی حکومت تھی لیکن کچھ جن پد جنھیں 'گن' یا 'سنگھ' کہا جاتا تھا یہاں اولی گارکی (چندسری) حکومتیں تھیں (ملاحظہ ہو صفحہ 30) جن میں اقتدار یعنی حکومت میں لوگ شریک ہوتے تھے جنھیں "راجا" کہا جاتا تھا۔ مہاویر اور بدھ (باب 4) دونوں ایسے ہی 'گنوں' سے تعلق رکھتے تھے۔ بعض صورتوں میں جیسے وجّی سنگھ میں راجا غالباً زمین جیسے ذرائع پر اجتماعی گرفت رکھتے تھے۔ حالانکہ عام طور پر ان کی تاریخ کو مرتب کرنا ذرائع کی کمی کی وجہ سے کافی مشکل ہے۔ لیکن ان میں کچھ ریاستیں لگ بھگ ایک ہزار سال تک باقی رہیں۔

ہر مہا جن پد کا ایک دارالحکومت ہوتا تھا جو عام طور پر حصار بند شہر ہوتا تھا۔ ان حصار بند شہروں کو برقرار رکھنے اور ایک ابتدائی قسم کی فوج اور افسر شاہی ڈھانچہ برقرار رکھنے کے لیے ذرائع کی ضرورت ہوتی تھی۔ چھٹی صدی ق م سے برہمنوں نے ان سنسکرت تحریروں کی تدوین شروع کی جنھیں دھرم سوتر کہا جاتا ہے۔ ان میں حکمرانوں (اور ساتھ ہی دوسرے سماجی زمروں کے لیے بھی) کے لیے معیار متعین کیے گئے تھے جن کا ایک مثالی کھتری ہونا ہی متوقع تھا (باب 3 بھی

کتبات

کتبات وہ تحریریں ہوتی ہیں جو کچھ سخت سطحوں۔ جیسے پتھر، دھات یا مٹی کے برتنوں پر کھدی ہوتی ہیں۔ ان میں عام طور پر ان کتبوں کے تیار کرنے والوں کی کامیابیاں، کام، خیالات، ریکارڈ ہوتے ہیں اور بادشاہوں کی فتوحات، مذہبی اداروں کو مرد اور عورتوں کی طرف سے دیے گئے عطیات وغیرہ کے ذکر بھی شامل ہوتے ہیں کتبات اصل میں دائمی ریکارڈ ہوتے ہیں جن میں سے کچھ میں تاریخیں بھی ہوتی ہیں۔ کچھ دوسرے کتبات کی تاریخیں علم کتبات (پیلیوگرافی) کی بنیاد یا انداز تحریر کی مدد سے بہت حد تک صحت کے ساتھ متعین کرلیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر تقریباً 250 قبل مسیح دور میں حرف (a) کو k کی طرح لکھا جاتا تھا۔ تقریباً 500 عیسوی میں یہ Hk کی طرح لکھا جانے لگا۔

سب سے ابتدائی کتبات پراکرت میں ہیں۔ یہ وہ زبانیں تھیں جنھیں عام لوگ روزمرہ بولتے تھے۔ اجات شترو اور اشوک جیسے حکمرانوں کے نام جو پراکرت تحریروں اور کتبوں سے معلوم ہوئے ہیں۔ انھیں اس سبق میں پراکرت املا میں ہی دوہرایا گیا ہے۔ آپ پالی، تمل اور سنسکرت میں استعمال ہونے والی اصطلاحیں بھی دیکھیں گے کیونکہ ان زبانوں کو بھی کتبات اور تحریروں میں لکھنے میں استعمال کیا گیا تھا۔ ممکن ہے لوگ کچھ اور زبانوں میں بھی بات چیت کرتے ہوں گے گوکہ انہیں لکھنے میں استعمال نہیں کیا جاتا تھا۔

'جن پد' کا مطلب وہ زمین یا ملک جہاں (کوئی قوم، خاندان یا قبیلہ) داخل ہوتا ہے یا قیام کرتا ہے۔ یہ سنسکرت اور پراکرت دونوں میں استعمال ہونے والا لفظ ہے۔

© NCERT not to be republished

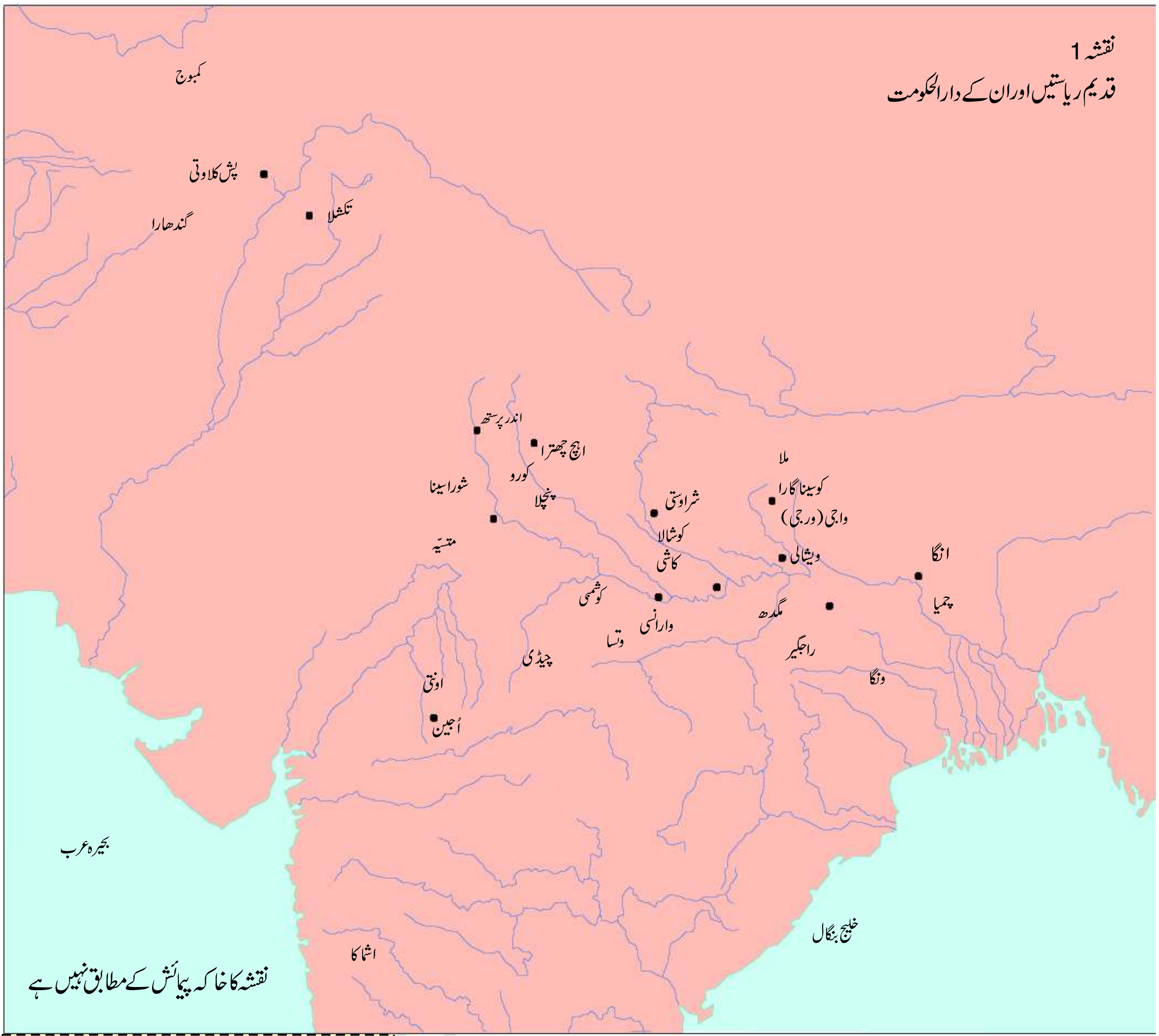

نقشہ 1
قدیم ریاستیں اوران کے دارالحکومت

متوا

ملاحظہ ہو) حکمرانوں کوکسانوں ، بیوپاریوں اور دستکاروں سے ٹیکس لینے کا مشورہ دیا گیا تھا۔ آیا یہ آمدنی گلہ بانوں اور جنگل باسیوں سے بھی حاصل کی جاتی تھی، اس کا ہمیں علم نہیں ہے۔ جتنا ہمیں یقینی طور پر معلوم ہے وہ یہ ہے کہ پڑوسی ریاستوں پر حملہ کر کے دولت حاصل کرنے کا طریقہ جائز تصور کیا جاتا تھا۔ رفتہ رفتہ کچھ ریاستوں کے پاس باقاعدہ فوجیں قائم ہوگئیں اور انہوں نے ایک مستقل نوکرشاہی نظام مستحکم کرلیا۔ دوسری ریاستیں اب بھی ''ہنگامی فوج' (ملیشیا) پر ہی انحصار کرتی تھیں۔ انہیں بھرتی کیا جاتا تھا جو مشکل سے ہی کسانوں کے علاوہ کوئی اور ہوتے تھے۔

⬅ وہ علاقے کہاں تھے جہاں ریاستیں اور شہر سب سے زیادہ گنجان جمگھٹا بن گئے تھے؟

اولی گارکی: (چندسری) ایسے طرز حکومت کو کہا جاتا ہے جس میں اقتدار کچھ افراد کے مجموعے کے ہاتھوں میں ہوتا ہے۔ رومی ری پبلک، جس کے بارے میں آپ نے پچھلے سال پڑھا، اپنے نام کے باوجود ایک اولی گارکی (چندسری) حکومت تھی۔

2.2 سولہ میں سب سے پہلی: مگدھ

چھٹی اور چوتھی صدی قبل مسیح کے درمیان مگدھ (موجودہ بہار کا علاقہ) سب سے مضبوط مہاجن پد کے روپ میں ابھرا۔ جدید تاریخ دانوں نے اس صورت حال کی مختلف طریقوں سے توجیہات کی ہیں۔ مگدھ کا خطہ ایسا ہے جہاں زراعت خصوصی طور سے بہت اچھی ہوتی تھی۔ اس کے علاوہ لوہے کی کانوں (موجودہ جھارکھنڈ) تک پہنچ آسان تھی جس سے اوزار اور ہتھیاروں کے لیے ذرائع فراہم ہوتے تھے۔ فوج کے لیے ایک اہم جزو، ہاتھی، بھی اس خطے کے جنگلوں میں ملتے تھے۔ پھر گنگا اور اس کی معاون ندیاں آمد و رفت کے لیے ایک سستا اور آسان ذریعہ تھیں۔

بہر حال ابتدائی جین اور بدھ مورخوں نے، جنھوں نے مگدھ کے بارے میں لکھا ہے، اس کی طاقت و استحکام کو کچھ افراد کی پالیسیوں کی دین بتایا ہے۔ ان میں ظالمانہ حد تک حوصلہ مند بمبسار، اجات سترو اور مہاپد مانند سب سے زیادہ جانے پہچانے نام ہیں ان کے علاوہ ان کے وزیر تھے جنھوں نے ان کی پالیسیوں کو بھی عملی جامہ پہنانے میں مدد کی۔

شروع میں مگدھ کی راجدھانی راجا گاہا (جو آج کے بہار میں راجگیر کا پراکرت نام) تھی۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ پرانے نام کے (راجا گاہا کے معنی ہیں 'راجا کا گھر') راجا گاہا ایک قلعہ بند بستی تھی جو پہاڑیوں میں آباد تھی۔ بعد میں چوتھی صدی ق م میں راجدھانی کو پاٹلی پتر، موجودہ پٹنہ منتقل کر دیا گیا، جہاں سے گنگا کے کنارے کنارے آمد و رفت کے تمام راستوں پر قابو رکھا جاتا تھا۔

گفتگو کیجیے:

مگدھ طاقت کے ابھرنے کے سلسلے میں پرانے لکھنے والوں اور موجودہ تاریخ دانوں کی پیش کردہ کیا وجوہات ہیں؟

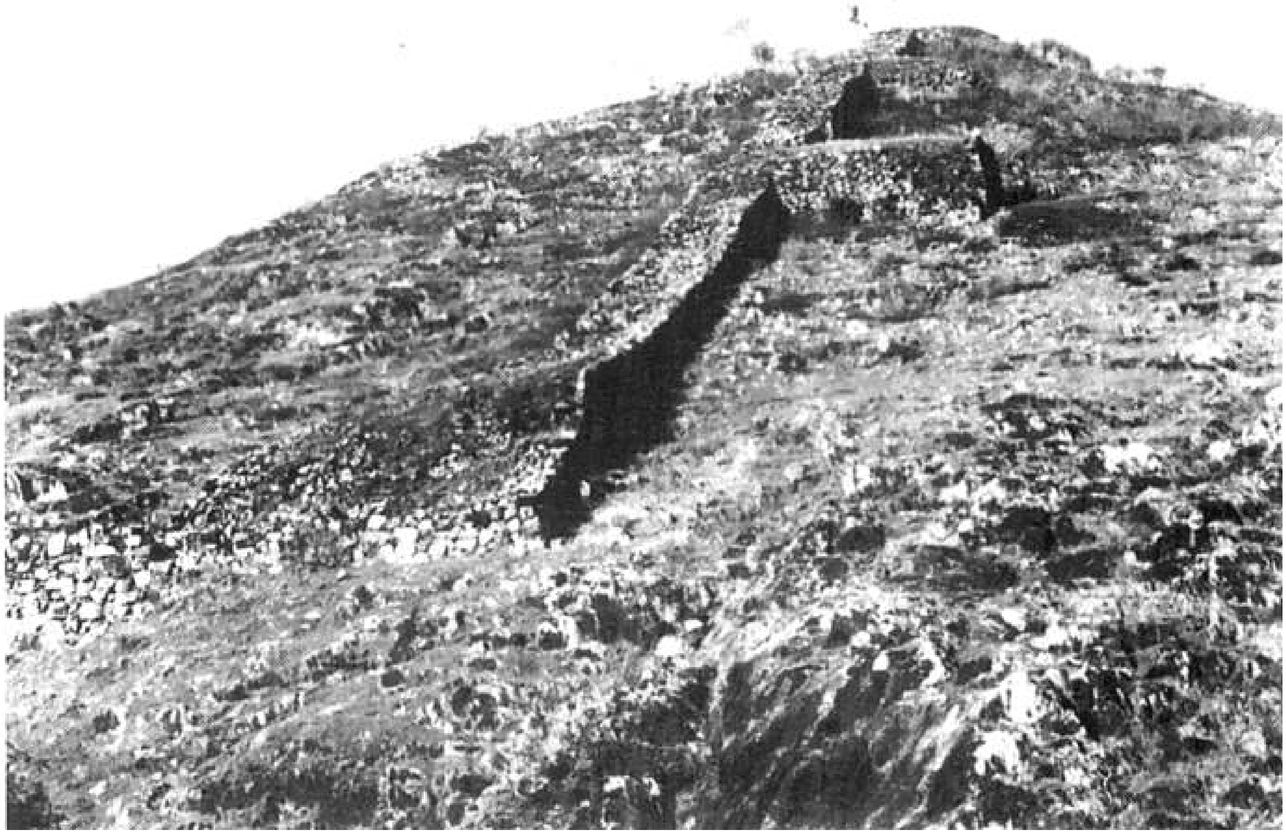

شکل 2.2
راجگیر کی قلعہ بند دیواریں

یہ دیواریں کیوں تعمیر کی گئی تھیں؟

3۔ ایک قدیم سلطنت

مگدھ کی ترقی کا نقطۂ عروج موریہ سلطنت کی شکل میں ظاہر ہوا۔ چندر گپت موریا جس نے اس سلطنت کی بنیاد ڈالی (تقریباً 321ق م) اس نے اپنا حلقہ اقتدار شمال مغرب میں افغانستان اور بلوچستان تک پھیلا لیا اور اس کے پوتے اشوک نے کلنگ (موجودہ اڑیسہ کا ساحلی علاقہ) کو فتح کیا جسے تاریخ ہند کے ابتدائی دور کا سب سے مشہور بادشاہ مانا جاتا ہے۔

3.1 موریاؤں کے بارے میں معلومات فراہم کرنا

موریہ سلطنت کی تاریخ مرتب کرنے کے لیے مؤرخین نے کئی طرح کے ذرائع استعمال کیے ہیں۔ ان میں آثار قدیمہ سے متعلق دریافتیں، خصوصاً سنگ تراشی کے نمونے شامل ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اسی دور کی کچھ تحریریں بھی قابل قدر حیثیت رکھتی ہیں جیسے میگستھنیز (چندر گپت موریہ کے دربار میں ایک یونانی سفیر) کے بیانات جو افغانستان میں اب بھی نامکمل سے ٹکڑوں میں موجود ہیں۔ ایک اور مآخذ جسے کافی استعمال کیا جاتا ہے ارتھ شاستر ہے جس کے کچھ حصوں کو غالباً کوٹلیہ یا چانکیہ نے مرتب کیا تھا۔ جسے روایتی طور پر چندر گپت موریا کا وزیر مانا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ موریاؤں کا ذکر بعد کے بدھ مت، جین مت اور پورانی، ادب اور سنسکرت کے ادبی کاموں میں بھی ملتا ہے۔ گوکہ یہ مآخذ بھی مفید ضرور ہیں مگر سب سے قابل قدر ذرائع اشوک (تقریباً 268/272-تا231ق م) کے چٹانوں اور ستونوں پر کندہ کرائے کتبات ہی ہیں۔ اشوک وہ پہلا حکمراں تھا جس نے اپنی رعایا کے لیے قدرتی چٹانوں اور کچھ پالش شدہ ستونوں پر اپنے پیغامات کندہ کرائے تھے۔ اس نے ان کتبوں کو اپنے تصورات ان تک پہنچانے کے لیے استعمال کیا جسے وہ 'دھمّہ' سمجھتا تھا۔ اس میں بزرگوں کی عزت، برہمنوں اور ان لوگوں کے ساتھ فراخدلی کا سلوک جو دنیا تج چکے ہوں غلاموں اور ملازموں کے ساتھ مہربانی کا برتاؤ اور خود اپنے مذہب اور روایات کے ساتھ دوسرے کے مذہب وروایات کی عزت کرنا شامل تھا۔

3.2 سلطنت کا انتظام قائم کرنا

سلطنت میں پانچ اہم سیاسی مراکز تھے: راجدھانی پاٹلی پتر، اور تکھشیلا، اُجّین، توسالی اور سورن گری کے صوبائی مراکز۔ جن سب کا ذکر اشوک کے کتبوں میں کیا گیا ہے اگر ہم ان کتبوں کے متن کا بغور مطالعہ کریں تو پتہ چلتا ہے کہ ان سب میں ایک ہی پیغام کندہ کیا گیا تھا۔ موجودہ پاکستان کے شمال مغربی سرحدی صوبوں سے لے کر ہندوستان میں آندھرا پردیش، اڑیسہ اور اترانچل تک۔ کیا اتنی وسیع وعریض سلطنت میں ایک ہی نظام قائم تھا۔ رفتہ رفتہ مؤرخین یہ محسوس کرنے لگے ہیں کہ ایسا ہونے کا امکان کم ہے۔ سلطنت میں شامل خطّے ایک دوسرے سے بے حد مختلف تھے۔ افغانستان کے پہاڑی علاقوں اور اڑیسہ کے ساحلی علاقوں کے درمیان فرق کا تصوّر کیجیے۔

زبانیں اور رسم الخط

اشوک کے زیادہ تر کتبات پراکرت زبانوں میں تھے جب کہ شمال مغربی علاقوں میں آرامی اور یونانی میں تھے۔ زیادہ تر پراکرتوں کے کتبے برہمی رسم الخط میں لکھے گئے تھے لیکن شمال مغرب میں کچھ کتبے خروشتی میں لکھے گئے تھے۔ آرامی اور یونانی کو افغانستان کے کتبوں میں استعمال کیا گیا تھا۔

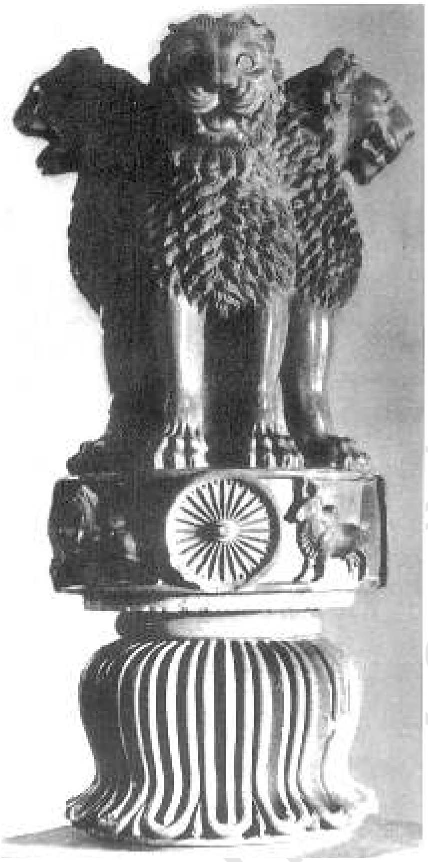

شکل 2.3
شیروں کی مورتی والے سر کا ستون

⊂ شیروں کی مورتی والے سر کے ستون کو آج کیوں اہم سمجھا جاتا ہے؟

© NCERT not to be republished

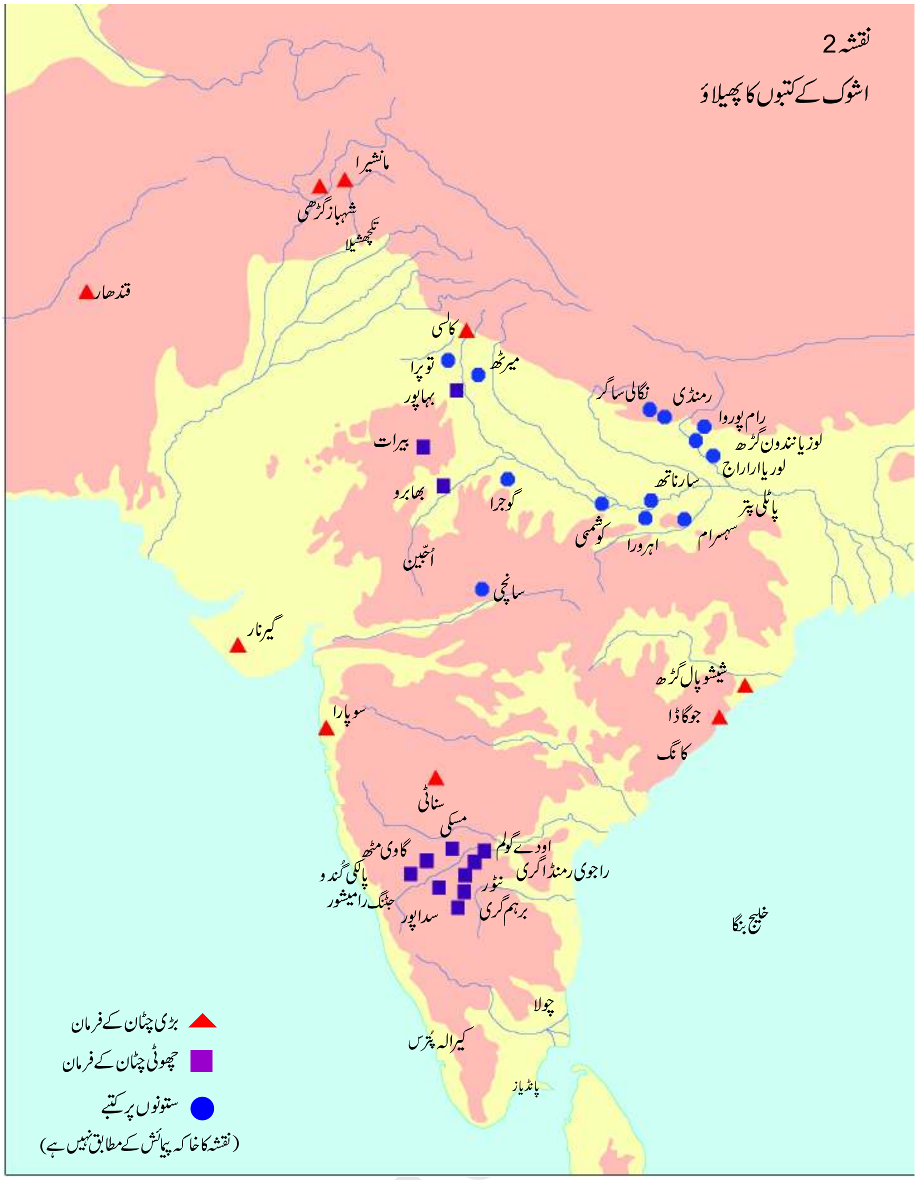

یہ بھی ممکن ہے کہ انتظامیہ کی گرفت سلطنت کی راجدھانی اور صوبائی مراکز کے اردگرد سب سے زیادہ سخت ہو۔ یہ مراکز بھی بہت احتیاط سے چنے گئے تھے۔ تکھشیلا اور اُجّینی دونوں دور دراز تجارتی راستوں پر واقع تھے۔ جب کہ شورن گری (جس کے لفظی معنی سونے کا پہاڑ ہیں) ممکن ہے کرناٹک کی سونے کی کانوں کے سلسلے میں اہمیت کا حامل رہا ہو۔

سلطنت کی بقا کے لیے زمینی اور دریائی دونوں طرح کے ذرائع آمدورفت کا ہونا لازمی تھا۔ سلطنت کے مرکز سے صوبوں کے سفر اگر مہینوں میں نہیں تو ہفتوں میں طے ہوتے ہوں گے۔ جس کا مطلب ہے سفر کرنے والوں کے لیے ضروریات زندگی اور تحفظ کی موجودگی کا انتظام

⊂ کیا حکمراں ان علاقوں میں بھی اپنے کندہ کرائے کتبات جما سکتے تھے جو ان کی سلطنت میں شامل نہیں تھے؟

کرنا ضروری تھا۔ ظاہر ہے کہ مؤخرالذکر کے لیے فوج ہی ایک اہم ذریعہ ہوسکتی تھی۔ میگستھنیز نے فوجی ا   رکو منظّم کرنے اور تال میل قائم رکھنے کے لیے ایک مرکزی کمیٹی اور اس کی چھ ذیلی کمیٹیوں کا ذکر کیا ہے۔ ان میں سے ایک بحری فوج، دوسری نقل و حمل اور فوجی ضروریات کا انتظام کرنے کے لیے، تیسری پیدل سپاہیوں کے لیے، چوتھی گھوڑوں کے لیے، پانچویں رتھوں اور چھٹی ہاتھیوں کے انتظامات کی ذمہ داری کے لیے تھی۔ دوسری کمیٹی کی کارگزاریاں کچھ مختلف النوع تھیں ان کے کاموں میں بیل گاڑیوں کا انتظام، سپاہیوں کے لیے غذا اور جانوروں کے لیے چارا حاصل کرنا اور سپاہیوں کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے ملازمین اور کاریگروں کو بھرتی کرنا جیسے کام شامل تھے۔

اشوک نے 'دھمّہ' کے پرچار کے ذریعے بھی اپنی حکومت کو متحد رکھنے کی کوشش کی اور جیسا کہ ہم نے دیکھا اس کے اصول سیدھے سادے اور عوام میں مقبولیت حاصل کرنے والے تھے۔ اس کا کہنا تھا کہ ان سے اس دنیا میں بھی عام لوگوں کی بہتری اور بھلائی ہوگی اور اگلی دنیا میں بھی۔ 'دھمّہ' کے پیغام کی تبلیغ کے لیے خاص افسروں کا تقرّر کیا گیا تھا جنھیں 'دھمّہ مہامتہ' کے نام سے جانا جاتا تھا۔

3.3 سلطنت کتنی اہم تھی؟

جب انیسویں صدی میں مؤرخین نے ہندوستان کی تاریخ کو مرتب کرنا شروع کیا اس وقت موریہ سلطنت کا عروج ایک اہم اور خاص سنگِ میل مانا جاتا تھا۔ ہندوستان اس وقت نوآبادیاتی حکومت کے ماتحت تھا اور سلطنتِ برطانیہ کا ایک حصہ تھا۔ انیسویں صدی اور بیسویں صدی کے ابتدائی دور کے مؤرخین کو یہ امکان نظر آیا کہ وہ اسے قدیم ہندوستان کی ایک ایسی سلطنت کے روپ میں پیش کریں جو ایک طرح سے تاریخ میں ایک چیلنج تھی اور حوصلہ افزا بھی۔ کچھ ایسی دریافتیں جنھیں موریہ سلطنت سے متعلق مانا جاتا ہے، جن میں سنگ تراشی کے نمونے بھی تھے، انہیں فنکاری کا ایک ایسا شاہکار مانا گیا جو سلطنتوں کے شایانِ شان ہو۔ ان میں سے متعدد مؤرخین نے اشوک کے کتبوں کے پیغام کو بہت سے دوسرے حکمرانوں سے بہت مختلف پایا۔ اس سے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ اشوک زیادہ طاقتور اور محنتی تھا اور بعد کے ان حکمرانوں کے مقابلے میں زیادہ نرم یا خاکسار بھی۔ جنھوں نے بڑے بڑے عظیم القاب اپنے ناموں سے ملحق کر لیے تھے۔ اس لیے بھی کوئی تعجب خیز بات نہیں ہے کہ بیسویں صدی کے قوم پرست رہنما اسے ایک حوصلہ افزا کردار سمجھتے تھے۔

پھر بھی موریہ سلطنت کتنی اہم تھی؟ یہ صرف 150 سال منظر پر رہی جو برّصغیر کی طویل تاریخ میں کوئی بہت بڑی مدت نہیں ہے۔ اس کے علاوہ اگر آپ نقشہ 2 کو دیکھیں تو آپ کو احساس ہوگا کہ یہ سلطنت پورے برصغیر پر محیط نہیں تھی۔ سلطنت کی حدود کے اندر بھی تمام علاقوں پر گرفت میں یکسانیت نہیں تھی۔ دوسری صدی ق م تک برّصغیر کے مختلف علاقوں میں بہت سے سرداروں کی عمل داریاں اور بادشاہتیں ابھر آئی تھیں۔

مآخذ: 1

بادشاہ اور اس کے افسروں کی کارگزاریاں

یہاں میگستھنیز کے بیان کا ایک اقتباس دیا جا رہا ہے:

حکومت کے بڑے بڑے افسروں میں سے کچھ ....دریاؤں کی نگرانی کرتے ہیں، زمین کی پیمائش کرتے ہیں، جیسے مصر میں کی جاتی ہے۔ ان پٹّوں کا معائنہ کرتے ہیں جن کے ذریعہ بڑی نہروں سے ان کی ملحقہ شاخوں میں پانی چھوڑا جاتا ہے تاکہ ہر شخص کو اس کی برابر مقدار فراہم کی جا سکے۔ یہی لوگ شکاریوں کی دیکھ بھال کی ذمہ داری سنبھالتے ہیں اور ان کے پاس ان کی کارگزاریوں کے مطابق انعام یا سزا دینے کا اختیار ہوتا ہے۔ یہ محصول جمع کرتے ہیں اور زمین سے تعلق رکھنے والے پیشوں، مثال کے طور پر لکڑہاروں، بڑھئیوں، لوہاروں اور کان کنوں کی نگرانی بھی کرتے ہیں۔

⊖ اُن پیشہ ور گروپوں کی نگرانی کے لیے افسر کیوں مقرر کیے گئے تھے؟

⊖ **گفتگو کیجیے:**

میگستھنیز اور ارتھ شاستر کے اقتباسات کو پڑھیے (مآخذ 1 اور 2) آپ کے خیال میں موریہ سلطنت کی تاریخ کی تدوین کے لیے یہ کس حد تک مفید ہیں؟

© NCERT not to be republished

4- بادشاہت کے نئے تصورات

4.1 جنوب میں سردار اور بادشاہ

دکن اور اس سے بھی جنوب میں جو بادشاہتیں ابھریں جن میں تمیلا کم (قدیم تمل ملک کا نام جس میں تمل ناڈو کے ساتھ آج کے آندھرا پردیش اور کیرل کے بھی کچھ حصے شامل تھے) کے چول، چیرا اور پانڈیا کی سرداری عملداریاں بھی شامل ہیں وہ مستحکم اور خوشحال ثابت ہوئیں۔ ہم نے ان ریاستوں کے بارے میں مختلف قسم کے ماخذوں سے کچھ معلومات حاصل کی ہیں۔ مثال کے طور پر ایک قدیم تمل سنگم کے متنوں میں (ملاحظہ ہو باب 3) ایسی نظمیں شامل ہیں جن میں سرداروں کے بارے میں تفصیلات اور ذرائع حاصل کرنے اور اُن کو تقسیم کرنے کے طریقے بیان کیے گئے ہیں۔

سردار اور سردار کی عمل داریاں

سردار (چیف) کوئی طاقت ور اور صاحبِ اقتدار شخص ہوتا ہے۔ اس کی یہ حیثیت موروثی ہو بھی سکتی ہے اور نہیں بھی ہوسکتی ہے۔ اسے اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کی حمایت حاصل ہوتی ہے۔ اس کے کاموں میں مخصوص قسم کی رسوم کو انجام دینا، جنگوں میں سرداری کے فرائض انجام دینا، اور قضیوں کو نپٹانا شامل ہوسکتے ہیں۔ یہ اپنے ماتحتوں سے تحفے اور نذرانے وصول کرتا ہے (برخلاف بادشاہوں کے جو محصول جمع کرتے ہیں) اور عام طور پر انھیں اپنے حمایتیوں اور معاونوں میں تقسیم کر دیتا ہے۔ عام طور پر سرداری عمل داری میں باقاعدہ فوج اور افسر نہیں ہوتے۔

بہت سے سردار اور بادشاہ، جن میں ستواہن، جنھوں نے (تقریباً دوسری صدی ق م سے دوسری صدی عیسوی) اور وسط ہند کے کچھ علاقوں پر حکومت کی اور شاکا، جو بنیادی طور پر وسط ہند سے تعلق رکھتے تھے اور انہوں نے برّصغیر کے شمال مغربی اور مغربی حصوں میں بادشاہتیں قائم کیں، شامل تھے۔ یہ اپنے محصولات اور آمد کے ذریعہ دور دراز تجارت سے حاصل کرتے تھے۔ ان کی سماجی بنیاد عام طور پر مجہول سی تھی۔ لیکن جیسا کہ ہم ستواہن کے بارے میں آگے چل کر مشاہدہ بھی کریں گے (باب 3) جب یہ ایک بار اقتدار حاصل کر لیتے تھے تو یہ مختلف طریقوں سے اپنی سماجی حیثیت کو بھی قائم کرنے کی کوشش کرتے تھے۔

4.2 مقدس بادشاہ

ایک اعلٰی سماجی حیثیت یا درجہ حاصل کر لینے کا ایک ذریعہ یہ بھی تھا کہ اپنی شناخت طرح طرح کے

فوج کے لیے ہاتھی پکڑنا

ارتھ شاستر میں انتظامیہ اور فوجی تنظیموں کی بہت چھوٹی چھوٹی تفصیلات دی گئی ہیں۔ ہاتھیوں کو کس طرح پکڑا جائے اس سلسلے میں جو کچھ اس میں بیان کیا گیا ہے درج ذیل ہے:

ہاتھیوں کے جنگل کے محافظ، ہاتھی پالنے والوں، ہاتھی کی ٹانگوں میں زنجیر ڈالنے والوں، سرحد کے محافظوں، وہ لوگ جو جنگلوں میں رہتے ہیں، اور وہ بھی جو ہاتھی پالتے ہیں۔ ان سب کی مدد سے پانچ سات مادہ ہاتھیوں کے ساتھ جو جنگلی ہاتھیوں کو زنجیریں پہنانے میں مددگار ہوں، ہاتھیوں کے گلوں کو ان کے پیشاب اور لید کے نشانات کے سہارے جنگل میں تلاش کریں۔

یونانی ماخذوں کے مطابق موریہ حکمراں 600,000 پیدل، 30,000 گھوڑسوار اور 9,000 ہاتھیوں کی مستقل فوج تیار رکھتے تھے۔ بعض مؤرخین ان اعداد و شمار کو مبالغہ مانتے ہیں۔

اگر یونانی بیانات صحیح ہیں تو آپ کے خیال میں اتنی زبردست فوج کو برقرار رکھنے میں موریہ حکمرانوں کو کس کس طرح کے ذرائع کی ضرورت ہوتی ہوگی؟

دیوی دیوتاؤں کے ساتھ کرائی جائے۔ اس حکمت عملی کا اظہار سب سے واضح طور پر کُشان حکمرانوں (پہلی صدی ق م پہلی صدی عیسوی) سے ہوتا ہے جنھوں نے وسط ایشیا سے شمال مغربی ہندوستان تک پھیلی ہوئی ایک وسیع و عریض ریاست پر حکومت کی ان کی تاریخ کو کتبوں اور تحریری روایتوں کی مدد سے مرتب کیا گیا ہے۔

متھرا (اتر پردیش) کی ایک عبادت گاہ میں لگی کُشان حکمرانوں کی بہت بڑی بڑی مورتیاں ملی ہیں۔ ایسی ہی مورتیاں افغانستان کی ایک عبادت گاہ میں بھی ملی ہیں۔ کچھ مؤرخین کا خیال ہے کہ کُشانی حکمراں خود کو دیوتا سمجھتے تھے۔ کچھ کُشان بادشاہوں نے غالباً چینی حکمرانوں سے ترغیب لیتے ہوئے، جو خود کو آسمانوں کا بیٹا کہلواتے تھے، خود کو دیو پُتر، دیوتا کا بیٹا کا لقب اختیار کر لیا تھا۔

چوتھی صدی تک بڑی بڑی ریاستوں کی شہادتیں ملتی ہیں جن میں گپتا سلطنت بھی شامل ہے۔ ان میں سے بہت سی حکومتوں کا انحصار ان سامنتوں پر تھا جو مقامی ذرائع پر گرفت رکھ کر خود کو اس حیثیت پر بنائے رکھتے تھے۔ اس گرفت میں زمین پر گرفت بھی شامل تھی۔ یہ حکمرانوں کے مطیع ہوتے تھے اور انہیں فوجی امداد بہم پہنچاتے تھے۔ طاقتور سامنت خود بھی بادشاہ بن سکتے تھے اور اس کے برعکس کمزور بادشاہ تنزل کرتے ہوئے اس حیثیت پر بھی پہنچ سکتے تھے کہ وہ کسی کے ماتحت ہو جائیں۔

گپتا حکمرانوں کی تاریخوں کو ادب، سکّوں اور کتبوں کی مدد سے مرتب کر لیا گیا ہے، ان میں وہ پرشستیاں بھی شامل ہیں جنھیں خاص طور پر بادشاہوں کی تعریف میں اور عام طور پر دوسرے مربیوں اور سرپرستوں کی ستائش میں شاعروں نے لکھا تھا۔ گو کہ مؤرخین ان نظموں سے اکثر اوقات حقیقی یا سچی معلومات اخذ کرنے کی بھی کوشش کرتے ہیں مگر جنھوں نے نظم کیا تھا اور جو لوگ انہیں پڑھتے تھے وہ ان کی شعری خزانے کے طور پر ہی قدر کرتے تھے۔ ان کے بیانات کو لفظ بہ لفظ حقیقتِ حال نہیں مانتے تھے۔ پریاگ پرسشتی (جسے الٰہ آباد ستونی کتبہ) بھی کہا جاتا ہے۔ سنسکرت میں ہری شینا کا نظم کیا ہوا ہے جو سمدر گپت کا درباری شاعر تھا۔ یہ بادشاہ فی الحقیقت گپتا

پانڈیا سردار سین گٹّوون جنگل آتا ہے

نیچے تمل میں لکھی ایک نظم سِلاپ پادی کرم، کا ایک اقتباس دیا جا رہا ہے:

(جب اس نے جنگل میں قدم رنجہ فرمایا) لوگ پہاڑوں سے نیچے اتر آئے ..... گاتے، بجاتے، ناچتے، جیسے ہارے ہوئے لوگ جیتے ہوئے بادشاہ کے حضور عزت واحترام کے نذرانے پیش کرتے ہیں۔ یہ بھی اپنے ساتھ تحفے اور نذرانے لائے۔ ہاتھی دانت، خوشبودار لکڑیاں ہرن کے بالوں سے بنے پنکھے، شہد، صندل، لوہا ملی سرخ مٹی، سرمہ، چھوٹی الائچی، ہلدی، کالی مرچ، وغیرہ وغیرہ..... یہ لوگ ناریل، آم، جڑی بوٹیاں، بھیل، پیاز، گنّے، پھول چھالی، کیلے، شیر کے بچے، شیر ببّر، ہاتھی، بندر، ریچھ، خرگوش، مشک نافۂ ہرن، لومڑیاں، مور، مشک بلّی (musk cat) جنگلی مرغے، بولتے ہوئے طوطے وغیرہ وغیرہ........

لوگ یہ تحفے کیوں لائے تھے سردار نے ان کا کیا استعمال کیا ہوگا؟

شکل 2.4
کُشان سکّے
سیدھا رخ: کنشک بادشاہ
دوسرا رخ: ایک دیوی

⊂ بادشاہ کو کس شکل میں پیش کیا گیا ہے؟

حکمرانوں (تقریباً چوتھی صدی عیسوی) میں سب سے طاقتور بادشاہ تھا۔ ہم اسی پرشستی کی مثال دیکھتے ہیں۔

ماخذ 4

سمدرگپت کی تعریف میں

یہ پریاگ پرُشستی سے ایک اقتباس ہے:

روئے زمین پر اس کا کوئی مخالف نہیں تھا۔ اس کی متعدد نیک خصوصیات سے چھلکتی اور سیکڑوں نیک اعمال سے سجی سجائی شخصیت نے دوسرے بادشاہوں کی شہرت کو اس کے پیروں کے تلووں نے مسل کر نیست و نابود کر دیا وہ پرُش اعلا ترین وجود ہے، نیکوں کی خوشحالی اور بدوں کی تباہی و بربادی کا سبب ہوتے ہوئے وہ ایسی ذات ہے جس کے نرم دل کو صرف دلی تعلق اور خاکساری سے جتیا جاسکتا ہے۔ جذبۂ رحم اسے اپنے قبضہ میں کیے ہوئے ہے وہ لاکھوں گایوں کا عطا کرنے والا ہے۔ دکھیوں، مصیبت زدوں، غریبوں، خستہ حالوں پریشانیوں میں مبتلا لوگوں کو اٹھانے کے لیے ایک بنیادی جذبہ پایا ہے۔ یہ ہمدردی اور نیکی ایک جگمگاتا مجسمہ ہے۔ (یہ) کُبیر (دولت کا دیوتا)، وَرُن (سمندروں کا دیوتا) اِندر (بارش کا دیوتا) اور یَم (موت کا دیوتا) جیسے دیوتاؤں کے برابر ہے۔

شکل 2.5
کسی کُشان بادشاہ کا سنگ سرخ کا مجسّمہ

➲ اس مورتی میں وہ کون سے اجزا ہیں جن سے یہ اندازہ لگایا جاتا ہے کہ یہ بادشاہ کا مجسمہ ہے؟

➲ گفتگو کیجیے:
آپ کیوں یہ سوچتے ہیں کہ بادشاہ کسی مقدس یا دیومالائی درجے پر ہونے کا دعویٰ کرتے تھے؟

5-بدلتا ہوا دیہی منظر

5.1 بادشاہوں کے لیے عمومی تصوّر

رعایا اپنے بادشاہوں کے بارے میں کیا سوچتی تھی؟ ظاہر ہے اس کے سارے جواب کتبے تو نہیں دیتے ہیں۔اور یہ بھی حقیقت ہے کہ عام آدمیوں نے مشکل سے ہی اپنے خیالات اور اپنے تجربات کا کوئی بیان چھوڑا ہے۔ پھر بھی مؤرخین نے اس مسئلے کا حل جاتک اور پنچ تنتر، جیسی کہانیوں کے مجموعوں میں تلاش کرنے کی کوشش کی ہے۔ان میں سے زیادہ تر کہانیوں کی ابتدا غالباً زبانی قصوں سے ہوئی ہوگی، جنھیں بعد میں تحریری شکل دے دی گئی ہوگی۔ جاتک کہانیاں عام دور کے پہلے ہزارے کے درمیانی حصے میں لکھی گئی تھیں۔

ایک کہانی جو، گندا تندو جاتک' کے نام سے مشہور ہے اس میں ایک کینہ پرور قسم کے بادشاہ کے دور میں رعایا، جس میں بوڑھے مردوں، عورتوں، کسانوں، گدریوں، گاؤں کے لڑکوں، بلکہ جانوروں تک کی درگت بیان کی گئی ہے۔ پھر جب بادشاہ بھیس بدل کر یہ دیکھنے نکلا کہ اس کی رعایا اس کے بارے میں کیا سوچتی ہے تو ہر شخص اپنی مصیبتوں اور تکلیفوں کے لیے اسے کوستا نظر آیا، ان کی شکایت تھی کہ رات کو چور اور ڈاکو اور دن میں ٹیکس وصول کرنے والے ان پر ہلّا بولے رہتے ہیں اس مصیبت سے چھٹکارا پانے کے لیے لوگ اپنے گاؤں چھوڑ چھوڑ کر جنگل میں بھاگ گئے۔

جیسا کہ اس کہانی سے ظاہر ہوتا ہے۔ بادشاہ اور اس کی رعایا، خصوصاً دیہی آبادی کے درمیان اکثر تناؤ رہتا تھا۔ بادشاہ بسا اوقات اونچے محصولوں کی مانگ کرکے اپنے خزانے بھرنے کی کوشش کرتا تھا اور کسان خاص طور پر اس کی ان مانگوں کو ظالمانہ اور تکلیف دہ محسوس کرتے تھے۔ جنگلوں کی طرف بھاگ جانا، جیسا کہ اس کہانی سے اظہار ہوتا ہے ایک راستہ بچتا تھا۔ اس کے ساتھ ہی ٹیکسوں کی متواتر بڑھتی ہوئی مانگ کو پورا کرنے کے لیے دوسری حکمت عملیاں بھی اپنائی جاتی تھیں۔

5.2 پیداوار میں اضافے کی حکمتِ عملیاں

ایک حکمت عملی تو ہل سے کھیتی کرنا ہی تھا جو گنگا اور کاویری جیسی دریائی وادیوں کی زرخیز مٹی میں تقریباً چھٹی صدی قبل مسیحی دور میں پھیلتی چلی گئی۔ ان علاقوں میں جہاں زیادہ بارش ہوتی تھی لوہے کے پھل والے ہل کو سیلابی مٹی کو الٹنے پلٹنے میں استعمال کیا جانے لگا۔ اس کے علاوہ وادی گنگا کے کچھ علاقوں میں پودوں کی منتقلی کے طریقے متعارف ہونے کے بعد دھان کی کھیتی میں ایک دم ڈرامائی اضافہ ہوا۔ گوکہ اس کا مطلب تھا اگانے والے کی کمر توڑ محنت۔

گرچہ زراعتی پیداواریت میں لوہے کے پھل کے استعمال سے اضافہ ہوا مگر اس کا استعمال

آخذ:5

گجرات میں سدرشن (خوبصورت) جھیل

نقشہ 2 میں گیرنار کو تلاش کیجیے۔ سدرشن جھیل ایک مصنوعی آبی ذخیرہ تھی۔ ہمیں اس کے بارے میں (تقریباً دوسری صدی عیسوی کے) ایک چٹان کتبے سے معلومات حاصل ہوتی ہیں جسے شاکا حکمران رُدّرمان کی کامیابیوں کے رکارڈ کے طور پر سنسکرت میں کندہ کرایا گیا تھا۔

اس کتبے میں ذکر کیا گیا ہے کہ جھیل اپنے بندوں اور نالوں نالیوں سمیت موریہ دور میں یہاں کے مقامی گورنر نے بنوائی تھی۔ لیکن ایک بھیانک طوفان نے اس کے بندوں کو توڑ دیا اور پانی تیزی سے جھیل سے بہہ نکلا۔ رُدّرمان جو اس وقت وہاں حکومت کر رہا تھا اس کا دعویٰ ہے کہ اس نے اپنے ذرائع کو استعمال کرتے ہوئے رعایا پر کسی قسم کا ٹیکس لگائے بغیر اس کی مرمت کروائی۔

اسی چٹان پر (تقریباً پانچویں صدی) ایک اور کتبے میں بتایا گیا ہے کہ کس طرح ایک گپتا حکمران نے اس جھیل کی دوبارہ مرمت کروائی۔

حکمراں آبپاشی کے انتظامات کیوں کیا کرتے تھے؟

جن علاقوں میں پانی افراط سے ہوتا ہے وہاں دھان کی کھیتی میں پودوں کی جگہ بدلنے (Transplantation) کا طریقہ اپنایا جاتا ہے۔ یہاں پہلے بیج پھیلا دیے جاتے ہیں۔ جب نئے پودے پھوٹ آتے ہیں تو انہیں پانی سے بھرے کھیتوں میں دوبارہ لگایا جاتا ہے۔ اس سے نئے پودوں کی بقا اور پیداوار کے تناسب میں بہتری آنا یقینی ہوجاتا ہے۔

آخذ:6

سرحدوں کی اہمیت

منوسمرتی، قدیم ہندوستان کی سب سے زیادہ جانی مانی قانونی تحریروں میں سے ایک تحریر ہے جو تقریباً دوسری صدی قبل مسیحی دور سے دوسری صدی عیسوی کے درمیان سنسکرت میں مرتب کی گئی تھی۔ اس میں بادشاہ کو جو مشورہ دیا گیا تھا وہ یہ تھا:

یہ دیکھتے ہوئے کہ سرحدوں کے بارے میں لاعلمی کی وجہ سے دنیا میں متواتر قضیے کھڑے ہوتے رہتے ہیں...اسے (بادشاہ کو) چاہیے کہ .... پوشیدہ قسم کے سرحدی نشانات دفن کردے۔ پتھر، ہڈیاں، گائے کے بال، بھوسی راکھ، ٹھیکرے، سوکھا گوبر، اینٹیں، کوئلا، کنکریاں اور ریت، اسے ایسی اور دوسری چیزیں جو زمین میں سڑتی گلتی نہیں ہیں بالخصوص ان سرحدوں پر پوشیدہ نشانات کے طور پر دفن کردینی چاہئیں جو دوسری سرحدوں سے ملتی

⊂ کیا یہ سرحدی نشانات قضیوں کو حل کرنے کے لیے کافی ہو سکتے تھے؟

برصغیر کے کچھ حصوں تک محدود رہا۔ نیم خشک علاقوں میں جیسے پنجاب اور راجستھان کے کچھ حصوں کے کسانوں نے اس طریقے کو بیسویں صدی تک بھی نہیں اپنایا اور برصغیر کے شمال مشرقی اور وسطی حصوں کے پہاڑی علاقے کے رہنے والوں نے بیلچہ زراعت ہی کو اپنائے رکھا، جو اس زمینی کیفیت کے لیے زیادہ مناسب طریقہ بھی تھا۔

زراعتی پیداوار میں اضافے کے لیے ایک اور حکمت عملی آبپاشی کے طریقے کو اپنانا تھا، جو عام طور پر کنوؤں اور تالابوں کے ذریعے اور نسبتاً کم، نہروں کے ذریعے کی جاتی تھی۔ برادریاں اور ان کے ساتھ افراد، آبپاشی کے منصوبوں کو منظم کرتے تھے۔ مؤخرالذکر، عام طور پر صاحبِ اقتدار افراد تھے جن میں بادشاہ بھی شامل تھے۔ ان لوگوں نے اس قسم کے کاموں کا کتبوں میں بھی ذکر کردیا ہے۔

5.3 دیہی سماج میں فرق یا نابرابری

حالانکہ ان تکنیکیوں سے بیشتر صورتوں میں پیداوار میں اضافہ ہوا لیکن اس کے فوائد میں ہمواری یا یکسانیت نہیں تھی۔ جو ظاہر ہے وہ یہی ہے کہ زراعت میں مصروف لوگوں کے درمیان فرق یا نابرابری متواتر بڑھ رہی تھی۔ ان کہانیوں میں خصوصاً بدھ روایتوں میں بے زمین کسان مزدوروں، چھوٹے کسانوں اور ان کے ساتھ بڑے بڑے زمین مالکوں کا ذکر ملتا ہے۔ پالی تحریروں میں 'گہا پتی' کی اصطلاح دوسرے اور تیسرے زمروں کے لیے استعمال کی گئی۔ بڑے زمین مالک اور گاؤں کا مکھیا (جس کی حیثیت بسا اوقات مؤروثی ہوتی تھی) طاقتور یا صاحب اقتدار شخصیتیں مانی جاتی تھیں اور بیشتر صورتوں میں دوسرے کسانوں پر ان کی گرفت ہوتی تھی۔ شروع کے تمل ادب (سنگم تحریریں) میں گاؤں میں رہنے والے لوگوں کے مختلف زمروں کا بھی ذکر ملتا ہے۔ بڑے زمین مالک یا 'ویلالار'، ہل چلانے والے یا 'اُذھاوَر' اور غلام یا 'آدی مائی' یہ بھی ممکن ہے کہ یہ فرق زمین مزدور اور کچھ جدید تکنیکیوں تک پہنچ یا گرفت پر مبنی ہوں۔ ایسی صورت میں زمین پر گرفت کے معاملات انتہائی اہمیت کے حامل ہوں گے۔ چنانچہ ان مسائل پر متعدد قانونی تحریروں میں بحث نظر آتی ہے۔

5.4 زمینوں کے عطیات اور نئے دیہی اعلیٰ طبقے

عام یا مسیحی دور کی شروع صدیوں سے ہی ہمیں زمینی عطیات د جانے کے بارے میں

گہا پتی

گہا پتی مالک، مختار اور کنبے کا مکھیا ہوتا تھا۔ وہ اس کنبے کی عورتوں، بچوں، غلاموں اور ملازموں پر گرفت رکھتا تھا جو ایک مشترکہ رہائشی مکان میں رہتے تھے۔ وہی تمام ذرائع، زمین، جانوروں اور دوسری چیزوں کا بھی مالک ہوتا تھا۔ کبھی کبھی یہ اصطلاح ان لوگوں کی نشاندہی کے لیے بھی استعمال ہوتی تھی جو شہری اشرافیہ کے درجے میں شمار ہوتے تھے۔ جن میں دولت مند تاجر بھی شامل تھے۔

© NCERT not to be republished

معلومات ملنی شروع ہوجاتی ہیں۔ ان میں سے بہت سے عطیات کو کتبوں پر بھی لکھ دیا گیا تھا۔ کچھ کتبے پتھروں پر تھے مگر زیادہ تر تانبے کے پتروں پر تھے (شکل 13) جو غالباً عطیات وصول کرنے والوں کو زمین کی تبدیلی ملکیت کے ریکارڈ کے طور پر دیے گئے تھے۔ جو ریکارڈ اس وقت تک محفوظ رہے ہیں ان میں زیادہ تر مذہبی اداروں یا برہمنوں کو دیے ہوئے عطیات ہیں۔ زیادہ تر کتبے سنسکرت میں تھے۔ کچھ صورتوں میں جو ساتویں صدی سے نظر آنی شروع ہوتی ہیں ان دستاویزوں کا کچھ حصہ سنسکرت میں ہوتا تھا اور باقی مقامی زبانوں میں۔ جیسے تمل یا تیلگو۔ آیئے ذرا ایک کتبے کو غور سے دیکھیں۔

پر بھاوتی گُپتا ہندوستان کی شروع کی تاریخ کے اہم ترین حکمرانوں میں سے ایک چندر گپت دوم (تقریباً 415-375 عیسوی) کی بیٹی تھی۔ اس کی شادی ایک اہم حکمراں خاندان وکاتکوں میں ہوئی تھی جو دکن میں صاحبِ اقتدار تھے۔ (ملاحظہ ہو نقشہ 3) سنسکرت کی قانونی تحریروں کی رو سے عورتیں انفرادی حیثیت سے زمین جیسے ذرائع پر آزادانہ ملکیت کا حق نہیں رکھتی تھیں مگر کتبے سے اظہار ہوتا ہے کہ پر بھاوتی زمین کی ملکیت رکھتی تھی، جسے اس نے عطیے میں دیا تھا۔ یہ اس لیے ہوسکتا ہے کہ وہ رانی تھی۔ (ہندوستان کی ابتدائی تاریخ میں ایسی چند مثالوں میں یہ بھی ہے) اس لیے اس کی حیثیت مستثنیات میں سے تھی۔ یہ بھی ممکن ہے قانونی متنوں میں دی گئی پابندیوں پر مساویانہ انداز میں عمل درآمد نہ ہوتا ہو۔

اس کتبے سے ہم اس وقت کی دیہی آبادی کے بارے میں کچھ اندازہ لگا سکتے ہیں۔ ان میں برہمن اور کسان شامل تھے۔ ان کے علاوہ اور بہت سے لوگ تھے جن سے توقع کی جاتی تھی کہ وہ بادشاہ یا اس کے نمائندوں کو مختلف پیداواروں کا ایک سلسلہ فراہم کرتے رہیں گے۔ اور کتبے کے مطابق گاؤں کے نئے مکھیا کی تابعداری کریں گے۔ شاید اپنے ذمے کی تمام ادائیگیاں بھی اسی کو کریں گے۔

اس طرح کے زمینی عطیات ملک کے دوسرے متعدد حصوں میں پائے گئے ہیں۔ زمین کی وسعت کے سلسلے میں مختلف علاقوں میں فرق ضرور تھا۔ چھوٹے چھوٹے کھیتوں سے لے کر غیر مزروعہ وسیع وعریض قطعات تک اور معطی (جسے زمین کا عطیہ دیا گیا ہو) کے حقوق بھی مختلف ہوتے تھے۔ زمینی عطیات کا سلسلہ مؤرخین کے درمیان کافی گرم بحث ومباحثے کا موضوع ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ زمینی عطیات کا طریقہ اصل میں زراعت کے فروغ کے لیے حکمراں خاندانوں نے ایک حکمتِ عملی کے طور پر اپنایا تھا۔ دوسرے زمرے کا خیال ہے کہ زمینی عطیات سیاسی اقتدار میں گراوٹ کی نشاندہی کرتے ہیں۔ یعنی بادشاہ اپنے سامنتوں پر گرفت میں کمزوری محسوس کرتے ہوئے زمینی عطیات کے ذریعے اپنے حمایتیوں کی ہمدردی اور مدد حاصل کرنا چاہتے تھے۔ ان کا یہ بھی خیال ہے کہ بادشاہ اپنی ایک فوق البشر حیثیت پیش کرنا چاہتے تھے (جیسا کہ ہم نے پچھلے

چھوٹے گاؤں میں زندگی

ہرش چرت 'قنوج کے حکمراں ہرش وردھن کی سوانح ہے جو اس کے درباری شاعر بان بھٹ نے سنسکرت میں (ساتویں صدی عیسوی) میں مرتب کی تھی۔ نیچے اس کے متن سے ایک اقتباس دیا جارہا ہے جو وندھیا پہاڑوں کے جنگل کے کنارے آباد ایک چھوٹی سی بستی کا بے حد نایاب مظہر یا ترجمان ہے۔

قرب وجوار کے بیشتر علاقوں کے جنگل ہونے کی وجہ سے دھان کی زمینوں کے بہت سے قطعے اناج گاہنے کے ٹکڑے (کھلیان) اور قابل کاشت چھوٹے چھوٹے حصے، کسان جن کی الگ الگ حد بندی کر لیتے ہیں.... یہ بنیادی طور پر پھاوڑا کاشت تھی... چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں بٹی، گھاس سے ڈھکی زمین میں ہل چلانے کی مشکل کے ساتھ بہت کم صاف قطعے ان کی کالی مٹی، ایسی سخت جیسے لوہا...

لوگ بھوسے کے گٹھر اٹھائے ادھر سے ادھر آتے جاتے... چنے ہوئے پھولوں کے لاتعداد بورے... پٹ سن اور گانجے کے پودوں کے پولے، شہد کی مقداریں، مور کی دم کے پر، موم کے لچھے لکڑ، اور گھاس لیے چلتے پھرتے گاؤں کی بیبیاں پڑوس کے گاؤں کی طرف جانے والے راستوں پر تیز تیز قدم بڑھاتی، دماغ صرف فروخت کے خیالات میں ڈوبے ہوئے اور سروں پر جنگل سے جمع کیے ہوئے طرح طرح کے پھلوں سے بھری ٹوکریاں سنبھالے ہوئے۔

⇦ مندرجہ بالا متن میں یہاں کے لوگوں کی پیشہ ورانہ تقسیم آپ کس طرح کریں گے؟

اگر ہار وہ زمین تھی جو کسی برہمن کو عطا کی جاتی تھی ۔اسے عام طور پر بادشاہ کو اس زمین کا محصول دینے اور دوسری ادائیگیوں سے مستثنیٰ کردیا جاتا تھا۔بسا اوقات مقامی لوگوں سے ان محصولوں کو جمع کرنے کا حق بھی اسے دے دیا جاتا تھا۔

حصے میں دیکھا تھا) کیونکہ وہ اقتدار کھو رہے تھے۔اس لیے کم سے کم ظاہری طور پر تو وہ اپنے اقتدار اور طاقت کا مظاہرہ چاہتے ہی تھے۔

زمینی عطیات کسانوں اور حکومت کے درمیان رشتوں پر بھی کسی قدر روشنی ڈالتے ہیں۔پھر بھی کچھ لوگ ایسے ضرور تھے جو افسروں اور سامنتوں کی پہنچ سے باہر تھے۔گلہ بان، مچھیرے اور شکاری اور جنگلوں کی پیداوار جمع کرنے والے گروہ، قیام رکھنے والے یا نیم مقیم کاریگر اور وہ کسان جو کھیتی باڑی کی جگہ بدلتے رہتے ہیں۔عام طور پر ایسے گروہ اپنی زندگیوں اور لین دین کا کوئی ریکارڈ نہیں رکھتے ہیں۔

ماخذ 8:

پربھاوتی گپتا اور دنگونا کا گاؤں

نیچے وہ متن ہے جو پربھاوتی نے اپنے کتبے میں بیان کیا ہے۔

پربھاوتی گپتا ......گرام کٹمبناس کی سردار (کنبے یا کسان جو گاؤں میں آباد ہیں) برہمنوں اور ڈنگونا گاؤں کے دوسرے لوگوں کو حکم دیتی ہے:

”تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ کارتک کے چاند کے روشن پکھواڑے کے بارھویں دن اپنے مذہبی شرف وفضیلت میں اضافے کے لیے پانی انڈیلنے کے ساتھ ہم نے اس گاؤں کو آچاریہ (استاد) چنالس ومن کو عطیہ کردیا ہے۔تم سب کو اس کے احکامات کی پابندی کرنی چاہیے...

ہم اسے بطور بخشش مندرجہ ذیل مستثنیات (چھوٹیں) بھی عطا کرتے ہیں جو کسی اگر ہار کے لیے عام ہیں...یہ گاؤں فوجی اور پولس کے سپاہیوں کے داخلے سے مستثنیٰ ہے یہ گھاس مہیا کرنے کی ذمہ داری سے مستثنیٰ ہے بیٹھنے کے لیے جانوروں کی کھالوں اور شاہی افسروں کے دورے پر کوئلے فراہم کرنے سے مستثنیٰ ہے جوش مارتی ہوئی شراب کی خرید کے سلسلے میں شاہی خصوصی اختیار سے مستثنیٰ ہے معدنی کانوں کے حقوق اور کھدیرا پیڑوں سے مستثنیٰ ہے پھول اور دودھ کی فراہمی کی ذمہ داری سے مستثنیٰ ہے یہ عطا کیا جارہا ہے پوشیدہ خزانوں اور دفینوں کے حقوق کے ساتھ اور تمام بڑے چھوٹے ٹیکسوں کے استثنیٰ کے ساتھ۔یہ منشور تیرہویں سال جلوس میں جاری کیا جارہا ہے۔ چکرداس نے اسے کندہ کیا ہے۔

⬅ گاؤں میں کیا کیا چیزیں پیدا کی جاتی تھیں؟

⬅ **گفتگو کیجیے:**

کیا ہل کی کھیتی آبپاشی اور پودوں کی منتقلی کے طریقے آپ کی ریاست میں رائج ہیں۔اگر نہیں تو کیا اس کے کچھ متبادل نظام بروئے کار ہیں؟

6- شہراور تجارت

6.1 نئے شہر

ایک بار پھر ہم ذرا پیچھے ہٹ کر ان شہری مراکز کو دیکھیں جو تقریباً چھٹی صدی قبل مسیحی سے برصغیر کے کچھ حصوں میں ابھرنے شروع ہوئے تھے۔ جیسا کہ ہم نے دیکھا تھا ان میں سے بہت سے مرکز مہا جن پدوں کی راجدھانی تھے۔ فی الحقیقت تمام بڑے بڑے شہر آمد و رفت کے راستوں پر بسائے گئے تھے۔ پاٹلی پتر جیسے کچھ مرکز آبی راستوں پر تھے اور اجّینی جیسے دوسرے شہر خشکی یا زمینی راستوں پر تھے۔ کچھ اور جیسے پوہر سمندری ساحلوں کے پاس تھے، جہاں سے سمندری راستے شروع ہوتے تھے۔ متھرا جیسے بہت سے شہر تجارتی ہما ہمی، ثقافتی اور سیاسی تحریک و عمل کے مرکز تھے۔

6.2 شہری آبادیاں: اشرافیہ اور دستکار

ہم نے دیکھا کہ بادشاہ اور حاکم اشرافیہ کے لوگ قلعہ بند شہروں میں رہتے تھے، گوکہ بہت وسیع علاقوں میں بڑے پیمانے پر کھدائی کرنا اس لیے مشکل ہے کہ (ہڑپّا کے برخلاف) اب بھی لوگ وہاں بود و باش رکھتے ہیں۔ پھر وہاں سے ایک وسیع سلسلہ مصنوعات کا دریافت ہو چکا ہے۔ ان میں بہت چمکدار اور چکنے مٹی کے پیالے اور قابیں شامل ہیں جنھیں شمالی سیاہ پالش شدہ برتنوں کے نام سے جانا جاتا ہے اور انھیں غالباً دولت مند لوگ استعمال کرتے تھے۔ زیورات، اوزار، ہتھیار، برتن، مورتیاں جو سونے، چاندی، تانبے، برونز (کانسے)، ہاتھی دانت، شیشے، سیب اور پکائی مٹی

پاٹلی پتر کی تاریخ

ہر شہر کی اپنی مخصوص تاریخ تھی، مثال کے طور پر پاٹلی پتر، پاٹلی گرام کے نام کے ایک گاؤں سے شروع ہوا۔ پھر پانچویں صدی قبل مسیحی دور میں مگدھ کے حکمرانوں نے اپنی راجدھانی راجا گاہا سے اس بستی میں منتقل کرنے کا فیصلہ کیا اور اس کا نام بدل دیا۔ چوتھی صدی قبل مسیحی دور تک یہ موریہ سلطنت کی راجدھانی ہونے کے ساتھ ساتھ ایشیا کے سب سے بڑے شہروں میں شمار ہوتا تھا۔ اس کے بعد ظاہری طور پر اس کی اہمیت کم ہوگئی۔ جب چینی سیاح زوان زانگ ساتویں صدی مسیحی دور میں یہاں آیا تو اس نے اسے کھنڈروں کی حالت میں اور بہت چھوٹی آبادی والا شہر پایا۔

شکل: 2.6

ایک شبیہہ کا تحفہ

یہ متھرا کی ایک شبیہ کا ٹکڑا ہے۔ اس کے پائے پر پراکرت میں ایک کتبہ ہے جس میں بیان کیا گیا ہے ایک عورت ناگا پیانے اسے ایک عبادت گاہ میں نصب کروایا جو دھرما کا نامی سنار (سوانکا) کی بیوی ہے۔

© NCERT not to be republished

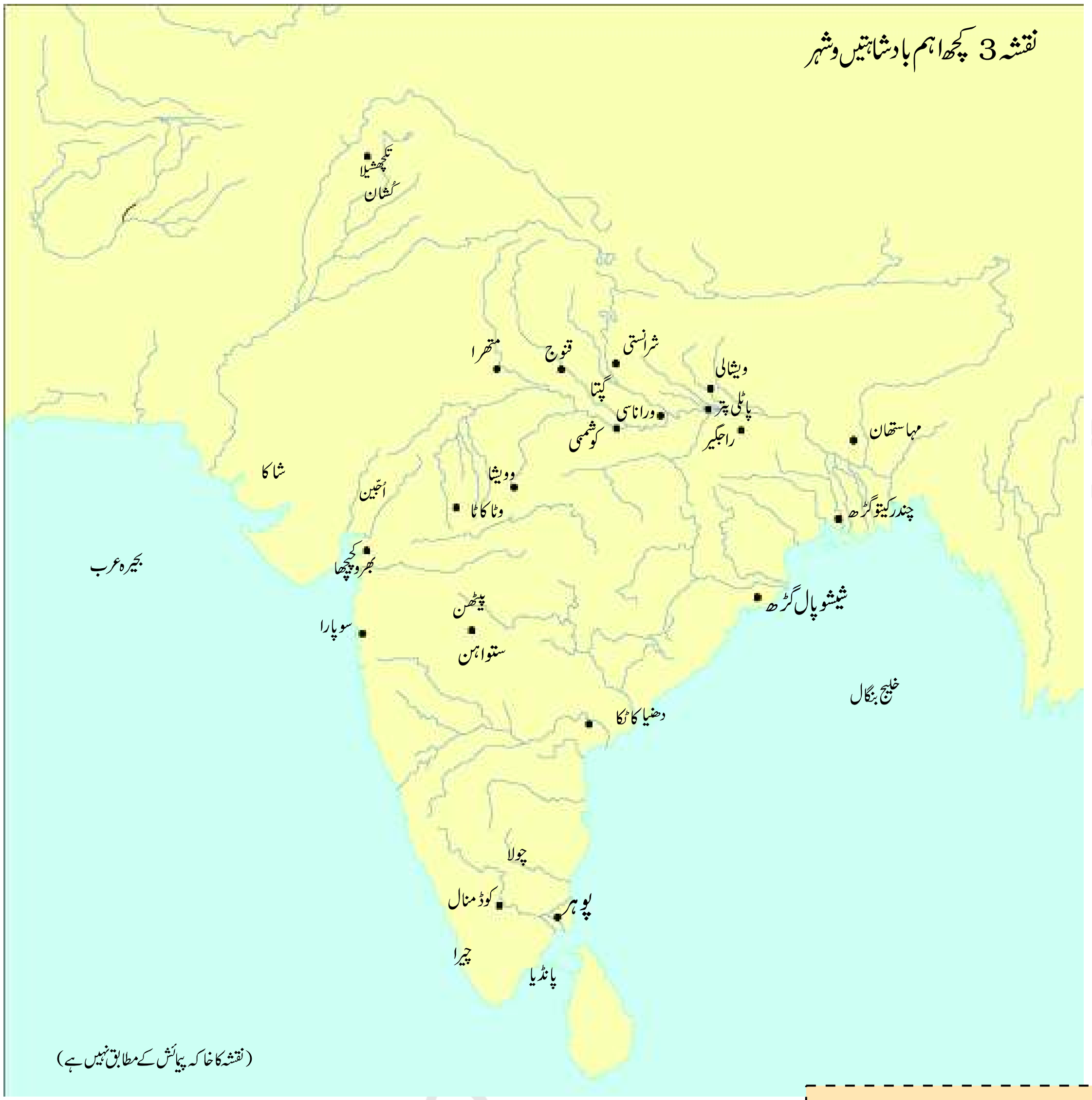

کیا ان میں کچھ ایسے شہر بھی تھے جن میں تیسرے ہزارے قبل مسیحی دور میں ہڑپائی تہذیبیں پھلی پھولی تھیں؟

جیسے موادوں کے ایک بڑے سلسلے سے بنائی گئی تھیں۔ یہ سب چیزیں بھی وہاں سے ملی ہیں۔
دوسری صدی قبل مسیح تک ہمیں بہت سے شہروں میں نذرانے یا چڑھاوے کے کتبے ملتے ہیں۔ ان میں معطی یا معطیہ کا نام ہوتا تھا اور کبھی کبھی اس کے پیشے کا بھی ذکر ہوتا تھا۔ ان سے ہمیں ان لوگوں کے بارے میں معلومات ملتی ہیں جو شہروں میں رہتے تھے۔ جن میں دھوبی، بنکر، قبالہ نویس، بڑھئی، کمہار، سنار، لوہار، افسر، مذہبی استاذ تجارت پیشہ اور بادشاہ شامل تھے۔
کبھی کبھی پیشہ ورانجمنیں یا شرینی، جو دستکاروں اور تاجروں کی تنظیمیں تھیں، ان کا بھی ذکر کیا جاتا تھا۔ یہ پیشہ ورانجمنیں غالباً خام مال حاصل کرتی تھیں۔ پیداوار تناسب انداز میں باقاعدگی پیدا کرتی تھیں اور تیار شدہ مال کی فروخت کا انتظام کرتی تھیں۔ امکان یہی ہے کہ کاریگر شہروں کی بڑھتی ہوئی

نذرانے یا چڑھاوے کے کتبوں میں عبادت گاہوں کو دیے ہوئے تحائف کا ریکارڈ ہے۔

مانگوں کو پورا کرنے کے لیے لوہے کے اوزار بڑی تعداد میں استعمال کرتے ہوں گے۔

6.3 برّصغیر میں اندرونی اور بیرونی تجارت

چھٹی صدی قبل مسیح سے ہی برصغیر میں زمینی اور دریائی راستوں کا ایک جال سا پھیلا ہوا تھا اور یہ ہر سمت میں اس سے آگے بھی بڑھ رہا تھا۔ زمینی راستوں سے وسط ایشیا کی طرف اور سمندری سفر کے لیے ان بندرگاہوں سے جو تمام بحیرہ عرب کے ساحل پر پھیلی ہوئی تھیں، بحیرہ عرب کے پار مشرقی اور شمالی افریقہ اور مغربی ایشیا تک اور خلیج بنگال سے جنوب مشرقی ایشیا اور چین تک حکمران ان راستوں پر غالباً کچھ قیمت کے بدلے میں تحفظ فراہم کر کے گرفت قائم رکھنے کی بھی کوشش کیا کرتے تھے۔

جو لوگ ان راستوں پر آتے جاتے تھے وہ غالباً پیدل سفر کرتے ہوں گے۔ جب کہ تاجر بیل گاڑیوں اور بار برداری کے جانوروں کے کاروانوں کے ساتھ ہوتے تھے۔ پھر سمندری مسافر تھے جن کی مہمات پر خطر تو ہوتی تھیں مگر بے حد منافع بخش۔ کامیاب تاجر جنھیں تمل میں ماسٹوٗن اور پراکرت میں سیٹھی یا ستھاوا ہا کہا جاتا تھا بے حد رئیس ہو گئے تھے۔ اشیا کا ایک خاصہ وسیع سلسلہ ایک سے دوسری طرف لے جایا جاتا تھا۔ نمک، اناج، کپڑا، کچ دھاتیں اور تیار شدہ چیزیں، پتھر، عمارتی لکڑی، طبّی پودے (جڑی بوٹیاں)۔ یہ صرف چند چیزوں کے نام ہیں۔ گرم مسالے خصوصاً کالی مرچ کی رومی سلطنت میں بہت مانگ تھی اسی طرح کپڑے اور جڑی بوٹیوں کی مانگ بھی زیادہ تھی۔ یہ سب چیزیں بحیرہ عرب کے پار بحیرہ روم پہنچتی تھیں۔

6.4 سکّے اور بادشاہ

سکّوں کی ابتدا سے لین دین کسی قدر آسان ہو گیا تھا۔ پنچ مارک (ٹھپّے دار) چاندی اور تانبے سے بنے سکّے پہلے سکّوں میں شمار ہوتے ہیں جو (چھٹی صدی قبل مسیح سے) شروع ہوئے اور رائج ہوئے۔ یہ پورے برصغیر میں بہت سے مقامات پر کی گئی کھدائیوں میں برآمد ہوئے ہیں۔ سکّوں کے ماہرین (نیومِس مَیٹِسٹس) نے ان سکّوں اور دوسرے سکّوں کا مطالعہ کر کے تجارتی عمل کے امکانی جال کو دوبارہ مرتب کیا ہے۔

ان ٹھپّے دار سکّوں پر نظر آنے والی علامات کو بشمولیت موریہ خاندان، حکمراں خاندانوں کے مخصوص نشانات سے مطابقت کرنے سے یہ اندازہ ہوا کہ یہ سکّے بادشاہوں نے ہی چلائے تھے۔ بہر حال یہ بھی ممکن ہے کہ تاجروں، بینک کاروں اور شہر کے لوگوں نے بھی ان میں سے کچھ سکّے چلائے ہوں۔ وہ پہلے سکّے جن پر حکمرانوں کے نام اور شکلیں ظاہر کی گئیں وہ ان ہند یونانیوں نے جاری کیے تھے۔ جنھوں نے دوسری صدی قبل مسیح میں برصغیر کے شمال مغربی علاقے میں اپنی گرفت قائم کی تھی۔

مالابار ساحل
(موجودہ کیرل)

یہ ایک نامعلوم یونانی جہازران (تقریباً پہلی صدی عیسوی) کی نظم پیری پلس آف دی ارتھرائن سی (Periplus of the Erythraean Sea) کا اقتباس ہے۔

"یہ لوگ یعنی (دوسرے ملکوں کے تاجر) ان شہری بازاروں کو بعد میں ادائیگی کی بنیاد پر بڑی بھاری مقدار میں کالی مرچ اور اور مالا باتھرم (غالباً دارچینی جو ان علاقوں میں پیدا ہوتی ہے) بڑے بڑے جہازوں میں بھیجتے ہیں۔ سب سے پہلی چیز جو یہاں درآمد ہوتی ہے وہ بڑی مقدار میں سکّے، زرد یاقوت، اینٹی منی (ایک دھات جو رنگ بنانے کے مواد کے طور پر کام آتی ہے) مونگے، کچا شیشہ، تانبا، ٹین، سیسہ۔ یہاں سے برآمد ہوتے ہیں۔ کالی مرچ جو بڑی مقدار میں ان بازاروں کے قریب صرف ایک خطے میں پیدا ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ یہاں سے۔ بڑی مقدار میں نفیس موتی، ہاتھی دانت، ریشم کا کپڑا، ہر طرح کے پتھر، شفاف پتھر، ہیرے اور نیلم اور کچھوؤں کے خول برآمد ہوتے ہیں۔

ایک ایسی منکے بنانے والی صنعت کے آثار، جو بیش قیمت اور نیم قیمتی پتھر استعمال کرتی تھی، کوڈومنال (تمل ناڈو) میں ملے ہیں۔ ممکن ہے مقامی تاجر یہ قیمتی پتھر، جن کا ذکر پیری پلس میں کیا گیا ہے، ایسے ہی مقامات سے ساحلی بندرگاہ تک لاتے ہوں۔

⊂ مصنف نے یہ فہرست کیوں مرتب کی ہے؟

پیری پلس (Periplus) ایک یونانی لفظ ہے، جس کے معنی جہازرانی کرنا ہے اور ارتھرائن (Erythraean) یونانی میں بحیرۂ قلزم کا نام تھا۔

کے اعتبار سے اپنے ہم عصر رومی شہنشاہوں اور ایران کے پارتھی حکمرانوں کے چلائے ہوئے سکّوں کے بالکل برابر تھے۔ اور شمال ہند اور وسط ایشیا کے بہت سے مقامات میں پائے گئے ہیں۔ سونے کے سکّوں کے اتنے پھیلے ہوئے استعمال سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس دور میں قدر و قیمت کے اعتبار سے بہت بڑے بڑے لین دین ہوتے تھے۔ اس کے علاوہ جنوبی ہندوستان میں رومی سکّوں کے دفینے بھی ملے ہیں۔ جس سے یہ صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ تجارت کا جال ملک کی سرحدوں تک ہی محدود نہیں تھا۔ کیونکہ جنوبی ہندوستان رومی سلطنت کا حصہ نہیں تھا مگر تجارت کے توسط سے اس سے بہت گہرے رشتے ضرور موجود تھے۔

سکّے قبائلی جمہوریتیں بھی چلاتی تھیں۔ جیسے پنجاب اور ہریانہ کے یودھیا (تقریباً پہلی صدی عیسوی)۔ ماہرین آثار قدیمہ نے کئی ہزار تانبے کے سکّے کھود کر نکالے ہیں جو یودھیاؤں نے جاری کیے تھے۔ جس سے ان کے معاشی معاملات میں دلچسپی اور معاشی لین دین میں مبادلہ کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

کچھ خوبصورت ترین سونے کے سکّے گپتا حکمرانوں نے چلائے تھے۔ سب سے ابتدائی اجزا سکّوں کا جاری کیا جاتا۔ اپنی دھات کی اصلیت کے لیے مثالی سوچ ان سکّوں کے ذریعہ دور دراز سے لین دین میں آسانی پیدا ہوئی جس سے بادشاہوں نے بھی فائدہ اٹھایا۔

تقریباً چھٹی صدی عیسوی سے سونے کے سکّے کم ہوتے چلے جاتے ہیں۔ کیا اس سے کسی معاشی بحران کا اندازہ ہوتا ہے؟ مؤرخین اس مسئلے میں مختلف رائے رکھتے ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ مغربی رومی سلطنت کے شیرازہ کے منتشر ہونے کے ساتھ ساتھ دور دراز کی تجارت میں بھی زوال آیا اور اس نے ان حکومتوں، معاشروں اور خطوں کی خوشحالی پر بھی اثر ڈالا جو اس سے فائدہ اٹھا رہی تھیں۔ دوسرے مؤرخین کی رائے ہے کہ نئے شہر اور تجارت کے نئے سلسلوں کے جال اسی زمانے میں ابھرنے شروع ہوئے۔ انہوں نے یہ بھی دلیل پیش کی ہے کہ گو کہ اس دور کے سکّوں کی دریافتیں نسبتاً کم ہوئی ہیں مگر سکّوں کا ذکر بہر طور کتبوں اور تحریروں میں ملتا ہے۔ یہ بھی امکان ہو سکتا ہے کہ سکّے صرف دریافت ہی کم ہو پائے ہوں کیونکہ یہ جمع کیے جانے کے بجائے لوگوں کے ہاتھوں میں زیادہ گردش کر رہے تھے؟

مسکوکیات یعنی سکّوں، تمغوں کے علم (Numismatics) میں بصری اجزا جیسے کتبے اور شبیہیں، دھاتوں کا تجزیہ اور یہ سب چیزیں کس سیاق میں ملی ہیں، یہ سب کچھ شامل ہے۔

شکل 2.7

ایک ٹھپّہ دار سکّہ، اس کا نام ٹھپّہ دار اس لیے رکھا گیا کہ اس کی دھات پر کچھ علامتیں ٹھپّے یا مہروں کی مدد سے دبا کر بنائی گئی تھیں۔

شکل 2.8 یودھیا کا ایک سکّہ

شکل 2.9 گپتا خاندان کا ایک سکّہ

گفتگو کیجیے:

تجارت میں کیا کیا لین ہوتے ہیں؟ ان میں سے کن کن لین دینوں کا اظہار متذکرہ ماخذوں سے ہوتا ہے؟ کیا کچھ ایسے نہیں جن کا ذکر ماخذوں میں۔ نہیں ہے؟

© NCERT not to be republished

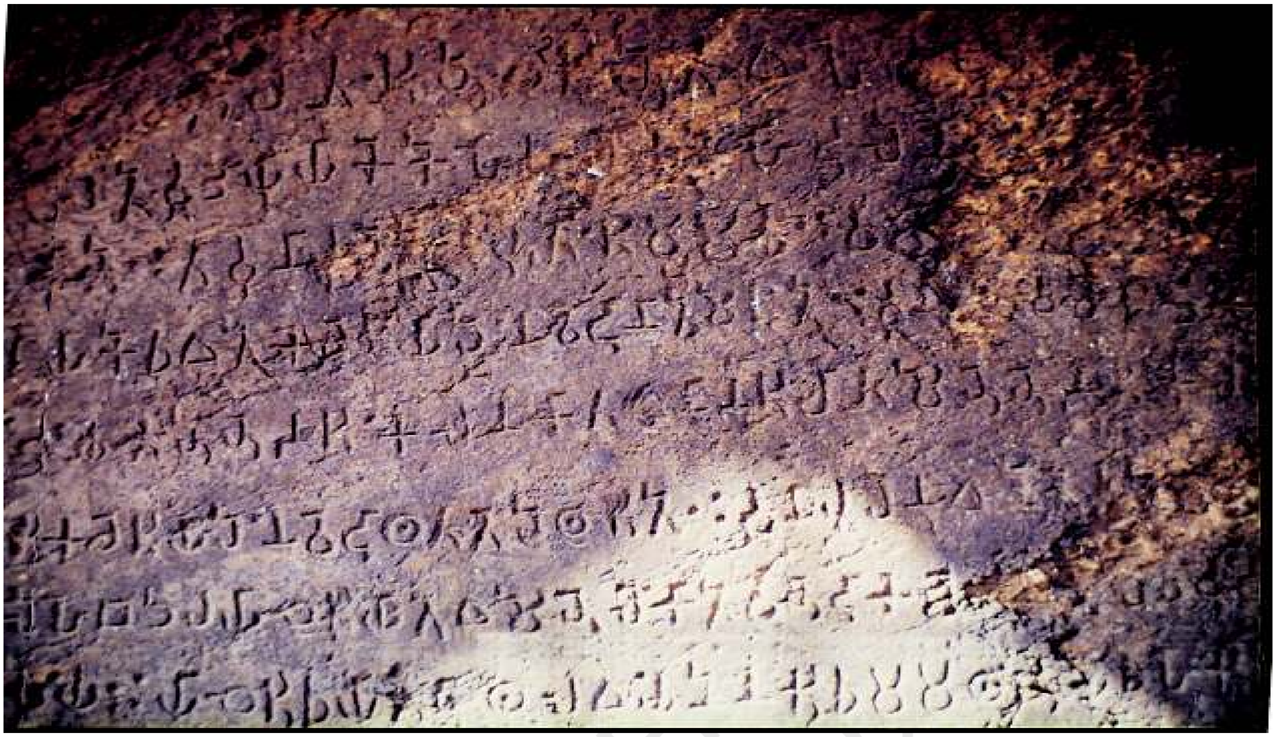

شکل 2.10
اشوک کا ایک کتبہ

7- ایک بار پھر بنیادی بات

کتبوں کو پڑھا کیسے جاتا ہے؟

اب تک ہم اور چیزوں کے ساتھ کتبوں کے اقتباسات پڑھ رہے تھے مگر مؤرخین یہ سمجھتے کیسے ہیں کہ ان پر کیا لکھا ہے؟

7.1 براہمی کو حل کرنا (پڑھنا)

آج کل کی جدید ہندوستانی زبانوں کے لکھنے میں جو رسم الخط استعمال ہوتے ہیں وہ زیادہ تر اسی براہمی رسم الخط سے اخذ کیے گئے ہے۔ جس میں اشوک کے اکثر کتبے ملتے ہیں اٹھارویں صدی کے آخری حصے سے یوروپی عالموں نے ہندوستانی پنڈتوں کی مدد سے موجودہ بنگالی اور دیوناگری رسم الخط (ہندی لکھنے میں کام آنے والا رسم الخط) میں پیچھے کی طرف سفر شروع کیا اور اس کے موجودہ حروف کا پچھلے حروف سے مقابلہ کیا۔

جن عالموں نے شروع کے کتبوں کا مطالعہ کیا تھا وہ کبھی کبھی یہ فرض کر لیتے تھے کہ یہ سنسکرت میں تھے۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ سب سے پرانے کتبے پراکرت میں تھے۔ پھر بہت سے ماہرین کتبات کی کئی دہوں کی پر مشقت تلاش و تحقیق کے بعد جیمس پرنسیپ نے اشوک کی براہمی کو 1838 میں حل کیا۔

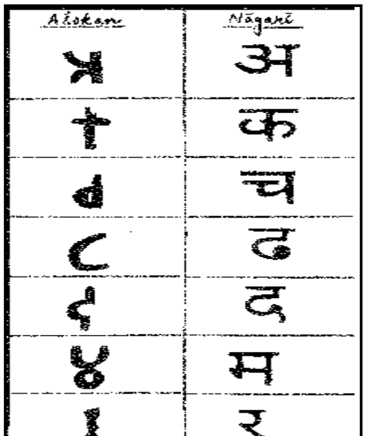

شکل 2.11
اشوک کی براہمی کے متبادل دیوناگری حروف

ؔ کیا کچھ دیوناگری حروف براہمی کے حروف سے مشابہ لگتے ہیں؟ کیا کچھ ایسے ہیں جو مختلف بھی لگتے ہیں؟

© NCERT not to be republished

7.2 خروشتی کیسے پڑھی گئی

خروشتی رسم الخط جو شمالی مغرب کے کتبوں میں استعمال ہوا ہے اس کے پڑھے جا سکنے کی کہانی مختلف ہے۔ اس سلسلے میں وہاں کے ہندی، یونانی حکمرانوں کے جاری کردہ سکّوں (تقریباً دوسری پہلی صدی قبل مسیحی دور) کے ذخیروں کی دریافت نے مدد کی۔ ان سکّوں پر بادشاہوں کے نام یونانی اور خروشتی دونوں میں لکھے ہوئے ہیں۔ یوروپی عالم جو اوّل الذکر کو پڑھ سکتے تھے انہوں نے دوسری زبانوں کے حروف کا مقابلہ کیا۔ مثال کے طور پر Apollodotus لکھنے میں 'a' کا نشان دونوں زبانوں میں پایا جا سکتا ہے۔ پرنسیپ کے خروشتی کتبوں کی زبان کو پراکرت کے روپ میں شناخت کر لینے سے طویل کتبوں کو پڑھ لینا بھی ممکن ہو گیا۔

7.3 کتبوں سے تاریخی شہادتیں

یہ جاننے کے لیے کہ ماہرین کتبات اور تاریخ داں کیسے آگے بڑھتے ہیں، ہمیں اشوک کے دو کتبوں کو ذرا غور سے دیکھنا چاہیے۔

یہ بھی ذہن میں رکھیے کہ کتبے میں اشوک کے نام کا ذکر نہیں ہے (ماخذ 10)۔ جو کچھ ہے وہ صرف وہ خطابات ہیں جو حکمراں نے اپنائے تھے **دیونم پیا** جس کا عام طور پر دیوتاؤں کا محبوب ترجمہ کیا جاتا ہے اور پیاداسی یا دیکھنے میں خوشگوار، اشوک نام کچھ اور کتبوں میں استعمال ہوا ہے۔ جن میں یہ خطابات بھی موجود ہیں۔ ان تمام کتبات کے بغور جائزے کے بعد اور یہ دیکھتے ہوئے کہ یہ اپنے مواد، انداز زبان اور طرز بیان (Palaeography) ہر طرح سے ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔ ماہرین کتبات نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ انہیں ایک ہی حکمراں نے نشر کیا تھا۔

آپ نے یہ بھی دیکھا ہوگا کہ اشوک نے بیان کیا ہے کہ اس سے پہلے حکمران خبر رسانوں کو بلانے کا کوئی باقاعدہ انتظام نہیں کرتے تھے۔ اگر آپ برصغیر کی اشوک سے پہلے کی تاریخ پر غور کریں تو آپ کا کیا خیال ہے کہ کیا یہ بیان صحیح ہے؟ تاریخ دانوں کو متواتر جانچ پڑتال کرتے رہنا چاہیے تا کہ یہ اندازہ کیا جا سکے گا کہ کیا کتبوں میں دیے ہوئے بیانات حقیقت ہیں، امکانی ہیں یا مبالغہ ہیں؟

بادشاہ کے حکم

بادشاہ دیونم پیا داسی طرح کہتا ہے:
ماضی میں معاملات کے نبٹارے کے لیے کوئی انتظامات نہیں تھے۔ نہ باقاعدہ قسم کی رپورٹیں وصول کرنے کا کوئی طریقہ تھا۔ مگر میں نے مندرجہ ذیل (انتظامات) کیے ہیں۔ پتی ویداکس کو لوگوں کے معاملات کے بارے میں مجھے ہر وقت رپورٹ دینی چاہیے۔ کہیں بھی ہوں خواہ میں کھانا کھا رہا ہوں، اندر کے کمروں میں سونے کے کمرے میں، گایوں کے باڑے میں، لے جایا جا رہا ہوں (غالباً پالکی میں) یا باغ میں ہوں۔ میں لوگوں کے معاملات کا ہر جگہ نپٹارا کروں گا۔

- ماہرین کتبات نے پتی ویداک کا ترجمہ خبر رساں کیا ہے، پتی ویداک کے کام آج کے رپورٹروں سے منسوب ذمّے داریوں سے کن کن طریقوں سے مختلف تھے؟

شکل 2.12
ہندیونانی بادشاہ مناںڈیر کا ایک سکّہ

© NCERT not to be republished

کیا آپ نے یہ بھی غور کیا کہ کچھ الفاظ بریکٹوں کے درمیان ہیں۔ ماہرینِ کتبات انھیں کبھی کبھی جملے کے مطلب کو واضح کرنے کے لیے بڑھا دیتے ہیں۔ اسے احتیاط سے کرنا چاہیے تاکہ یہ صورت یقینی رہے کہ بیان کرنے والے کی منشا یا مطلب بدلا نہیں ہے۔

مؤرخین کو کچھ اور باتوں کا بھی اندازہ کرنا ہوتا ہے۔ اگر کسی بادشاہ کے کتبے کسی شہر یا آمد ورفت کے کسی اہم راستے کے کنارے ایک قدرتی چٹان پر لکھے جائیں تو کیا ادھر سے گزرنے والے وہاں رک کر دیکھتے ہوں گے؟ زیادہ تر لوگ غالبًا ناخواندہ تھے۔ کیا پالی پتر میں استعمال ہونے والی پراکرت پورے برصغیر میں ہر شخص سمجھ سکتا تھا؟ کیا بادشاہ کے احکامات پر عمل بھی ہوتا تھا؟ ایسے سوالوں کے جواب ملنا اکثر آسان نہیں ہوتا۔

اگر ہم آخذ 11 کو دیکھیں تو ایسے کچھ مسائل ظاہر بھی ہو جاتے ہیں۔ بسا اوقات اس کی توجیہ حکمراں کے دلی کرب، بے چینی کے ترجمان کے روپ میں بھی کی جاتی ہے اور جنگ کے سلسلے کے طرز فکر میں تبدیلی کا اظہار بھی مانا جاتا ہے۔ جیسا ہم دیکھیں گے، اگر اس کتبے کی ظاہری قدر سے کچھ آگے بھی غور کریں تو صورت حال مزید پیچیدہ ہو جاتی ہے۔

گو کہ اشوک کے کچھ کتبے اڑیسہ میں بھی ملے ہیں مگر ایسا کتبہ جو اس کی ایسی دلی بے چینی کا اظہار کرتا ہو وہاں موجود نہیں ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کتبہ اس علاقے میں نہیں پایا گیا جسے فتح کیا گیا تھا۔ اس سے ہم کیا نتیجہ اخذ کریں؟ کیا ایسا تھا کہ اس تازہ ترین فتح کی بے چینی اور اضطراب اس علاقے میں اتنا تکلیف دہ تھا کہ اس کی وجہ سے حکمراں اس مسئلے کو وہاں نہ چھیڑ سکا۔

8۔ کتباتی شہادت کی حد بندیاں

اب تک غالبًا یہ بات واضح ہوگئی ہوگی کہ علم کتبات جو کچھ ظاہر کرسکتا ہے اس کی کچھ حدیں بھی ہیں۔ کبھی کبھی تو کچھ تکنیکی حدود ہوتی ہیں: حروف بہت ہلکے کھدے ہوتے ہیں۔ جس کی وجہ سے ان کی دوبارہ ترتیب یقینی نہیں ہوتی۔ کتبے خراب یا خستہ حالت میں بھی ہو سکتے ہیں یا حروف معدوم ہو سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ کتبے میں استعمال شدہ الفاظ کے معنوں کے بارے میں بھی مکمل یقین کر لینا ہمیشہ اتنا آسان نہیں ہوتا۔ ان میں سے کچھ الفاظ کسی خاص جگہ یا وقت کے لیے مخصوص ہو سکتے ہیں۔ اگر آپ علم کتبات سے متعلق کسی رسالے (جرنل) کو پڑھیں (ان میں سے کچھ کی فہرست ٹائم لائن 2 میں دی گئی ہے) تو آپ کو احساس ہوگا کہ اس کے عالم کتبات کو پڑھنے کے متبادل طریقوں پر متواتر گفتگو اور مباحثہ جاری رکھتے ہیں۔

حالانکہ ہزاروں کتبے دریافت کیے گئے ہیں مگر ان میں سے بہت سے ابھی پڑھے نہیں جا سکے، کچھ شائع نہیں کیے جا سکے اور کچھ کا ترجمہ نہیں ہوا۔ پھر کتنے ہی کتبے ایسے بھی ہوں گے جو موجود رہے ہوں گے لیکن زمانے کی ٹوٹ پھوٹ کی وجہ سے اب باقی نہیں رہے۔ اس لیے اب جو مواد موجود ہے وہ کتبوں کے کل مواد کا ایک جزو ہی ہے۔

آخذ-11

بادشاہ کا اضطراب

جب بادشاہ دیونم پیا پیاداسی آٹھ برس سے حکومت کر رہا تھا، تو کلنگ (کا ملک) (آج کا ساحلی اڑیسہ) اس نے فتح کیا۔

ایک سو پچاس ہزار شہر بدر کیے گئے۔ ایک سو ہزار قتل کر دیے گئے اور بہت سے مر گئے۔

اس کے بعد اب کہ جب کلنگ (کا ملک) لیا جا چکا دیونم پیا دھمّہ کے گہرے مطالعے میں، دھمّہ سے محبت میں اور لوگوں میں دھمّہ کی ہدایت دینے میں منہمک ہے۔

کلنگ کے ملک کو فتح کر لینے کے سلسلے میں یہ دیونم پیا کا پچھتاوا ہے۔

یہ بات دیونم پیا کے خیال میں بڑی تکلیف دہ اور قابل مذمّت ہے کہ جب کوئی شخص کسی غیر مفتوحہ (ملک) کو فتح کر رہا ہو (تو) قتل، موت اور لوگوں کی شہر بدری وہاں (واقع ہو) ....

گفتگو کیجیے:

نقشہ 2 کو دیکھیے اور اشوک کے کتبوں پر گفتگو کیجیے۔ کیا آپ کو اس میں کوئی ترتیب نظر آتی ہے؟

پھر شاید اس سے بھی زیادہ بنیادی یا اہم ایک اور نکتہ بھی ہے ۔ ہر وہ چیز جسے ہم سیاسی یا معاشی طور پر اہم سمجھتے ہیں وہ سب کچھ ان کتبوں میں لازمی طور پر ریکارڈ بھی نہیں کی گئی تھی ۔مثال کے طور پر روزمرہ کے زراعتی عمل اور روزانہ عام زندگی کی خوشیاں اور غم ۔ان کا کوئی ذکر کتبوں میں نہیں ہے ۔ان میں لگ بھگ سب میں ہی زبردست اور انوکھے قسم کے واقعات یا حادثوں پر توجہ ہوتی ہے ۔ پھر اس کے علاوہ ان کتبوں کے متن کم و بیش ہمیشہ ہی کسی ایک ایسے شخص یا چند اشخاص کا تناظر ابھارتے ہیں جنھوں نے اسے نصب کروایا تھا۔اس لیے ماضی کے بارے میں کچھ بہتر سوچ قائم کرنے کے لیے اس تناظر کو کچھ اور تناظروں کے مقابلے میں رکھنا ضروری ہوتا ہے ۔

بہر طور صرف علم کتبات ہمیں سیاسی اور معاشی تاریخ کا مکمل ادراک نہیں دیتا ۔ پھر مؤرخین اکثر پرانے اور جدید ثبوتوں یا شہادتوں کے بارے میں بھی سوال اٹھاتے رہتے ہیں ۔ انیسوی صدی کے آخری اور بیسوی صدی کے ابتدائی حصے کے ماہرین بنیادی طور پر صرف بادشاہوں کی تاریخ میں دلچسپی رکھتے تھے ۔ بیسوی صدی کے درمیانی حصے سے معاشی تبدیلیوں جیسے مسئلوں اور جن طریقوں یا راہوں سے ہوتے ہوئے مختلف سماجی زمرے ابھرے ۔ یہ مسائل اب کہیں زیادہ اہم مانے جاتے ہیں ۔ پچھلے کچھ دہوں سے حاشیے کے زمروں یا کمزور گروہوں کی تاریخ میں زیادہ انہماک نظر آیا ہے اس کی وجہ سے پرانے ذرائع کی ایک تازہ تحقیق و تلاش کی راہ کھلے گی ۔ تجزیہ و تحقیق کے نئے طریقے اور حکمت عملیاں ابھریں گی ۔

شکل 2.13
کرناٹک کا تانبے کی پتریوں پر ایک کتبہ، تقریباً چھٹی صدی عیسوی کا

© NCERT not to be republished

ٹائم لائن-1

اہم سیاسی اور معاشی ترقیات

تقریباً 600-500 قبل مسیح دور:	دھان کے پودوں کی منتقلی، وادی گنگا میں شہری آبادی: مہاجن پد: ٹھپےّ دار سکے
تقریباً 500-400 قبل مسیح دور:	مگدھ کے حکمراں اقتدار مستحکم کرتے ہیں۔
تقریباً 325 -327 قبل مسیح دور:	مقدونیا کے سکندر کا حملہ
تقریباً 321 قبل مسیح دور	چندر گپت موریہ کی تاج پوشی
تقریباً 272/268-231 قبل مسیح دور	اشوک کا دور حکومت
تقریباً قبل مسیح دور 185	موریہ سلطنت کا خاتمہ
تقریباً 200-100 قبل مسیح دور	شمال مغرب میں ہند۔یونانی حکمرانی، چولا، چیرا اور پانڈیا، جنوبی ہندوستان میں، ستواہن دکن میں
تقریباً 100 ق م 200 مسیحی دور	شاکا (وسط ایشیا کے لوگ) شمال مغرب کے حکمراں، رومی تجارت، سونے کے سکّوں کا چلن۔
تقریباً 78 مسیحی دور	کنشک کی تاج پوشی
تقریباً 100-200 مسیحی دور	ستواہنوں اور شاکاؤں کے کتبات میں زمینی عطیات کے بارے میں سب سے پہلی شہادتیں۔
تقریباً 320 مسیحی دور	گپتا حکمرانی کی ابتدا
تقریباً 335-375 مسیحی دور	سمدر گپت
تقریباً 375-415 مسیحی دور	چندر گپت دوم: دکن میں واکاٹکا
تقریباً 500-600 مسیحی دور	کرناٹک میں چالکیہ اور تمل ناڈو میں پلّووں کا عروج
تقریباً 606-647 مسیحی دور	قنوج کا بادشاہ ہرش وردھن: چینی سیّاح زوان زنگ کی بدھ تحریروں کی تلاش میں آمد
تقریباً 712 مسیحی دور	عرب نے سندھ فتح کیا۔

(نوٹ: معاشی ترقیات یا تبدیلیوں کی متعین تاریخیں دینا مشکل ہے۔ پھر پورے برصغیر میں لاتعداد رونما ہونے والے واقعات اور تبدیلیوں میں جنھیں ٹائم لائن میں ظاہر نہیں کیا گیا ہے۔ خاص خاص ابتدائی تبدیلیوں کی صرف تاریخ دے دی گئی ہے۔ کنشک کی تاج پوشی کی تاریخ یقینی نہیں ہے۔ اس لیے اس کے آگے سوالیہ نشان (؟) لگا دیا گیا ہے۔)

ٹائن لائن-2

علم کتبات میں اہم اقدام

اٹھارویں صدی	
1784	ایشیاٹک سوسائٹی بنگال کا قیام
انیسوی صدی	
1810 کی دہائی	کولن میکنزی سنسکرت اور درادڑی زبانوں کے 8,000 سے زیادہ کتبے جمع کرتا ہے۔
1838	جیمس پرنسیپ نے اشوک کی براہمی کو حل کیا (پڑھا)
1877	الیگزینڈر کننگھم نے اشوک کے کتبوں کا ایک مجموعہ شائع کیا
1886	جنوبی ہندوستان کے کتبوں کا ایک جرنل 'اپی گرافیا کرناٹک' کا پہلا شمارہ
1888	**اپی گرافیا انڈیکا** کا پہلا شمارہ
بیسوی صدی	
1965 - 66	ڈی سی، سرکار نے **انڈین اپی گرافی**، اور **انڈین اپی گرافکل گلوسری** شائع کی۔

© not to be re

150-100 لفظوں میں جواب دیجیے:

1۔ ابتدائی تاریخی شہروں میں حرفے کی پیداوار سے متعلق شہادتوں پر بحث کیجیے یہ ہڑپّائی شہروں کی شہادتوں سے کس طرح مختلف ہیں؟

2۔ مہاجن پدوں کی اہم خصوصیات بیان کیجیے۔

3۔ مؤرخین عام لوگوں کی زندگی کے حالات کس طرح مرتب کرتے ہیں؟

4۔ پانڈیا سردار کو جو چیزیں دی گئی تھیں (آماخذ 3) اور ڈنگونا' گاؤں میں پیدا ہونے والی اشیاء (آماخذ 8) ان کی فہرستوں کا موازنہ کیجیے۔ کیا آپ کو ان میں کوئی یکسانیت یا فرق محسوس ہوا؟

5۔ ماہرینِ کتبات جن مسائل سے دوچار ہوتے ہیں ان کی فہرست تیار کیجیے۔

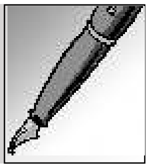

ان عنوانات پر ایک مختصر مضمون لکھیے (لگ بھگ 500 الفاظ)

6۔ موریہ حکومت کے انتظامیہ کی اہم خصوصیات بیان کیجیے۔ آپ نے اشوک کے جن کتبات کا مطالعہ کیا ہے؟ ان میں اس انتظامیہ کے کون کون سے اجزا نظر آتے ہیں؟

7۔ بیسوی صدی کے کچھ بہترین ماہرین کتبات میں شمار ہونے والے ڈی۔سی سرکار کا بیان ہے ''ہندوستانیوں کی زندگی، کلچر اور ان کے کاموں کا کوئی رخ ایسا نہیں ہے جس کا اظہار کتبات سے نہ ہوتا ہو''۔

8۔ موریہ دور کے بعد بادشاہت کے سلسلے میں جو تصورات قائم ہوئے ان پر بحث کیجیے۔

9۔ زیر نظر دور میں زراعتی کاموں میں کس حد تک تبدیلی رونما ہوئی تھی؟

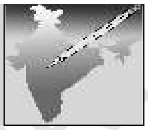

نقشے کے کام

10۔ نقشہ 1 اور 2 کا مقابلہ کیجیے اور اُن جن پدوں پر نشان لگایے جو موریہ سلطنت میں شامل رہے ہوں گے۔ کیا ان میں کچھ اشوک کے کتبات بھی پائے گئے ہیں؟

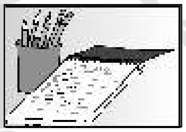

منصوبہ (کوئی ایک)

11۔ کسی ایک مہینے کے اخبار جمع کیجیے۔ پبلک ورکس (تعمیراتِ عامہ) کے بارے میں سرکاری افسروں نے جتنے بیانات دیے ہیں انہیں کاٹ کر چپکا ۔ یا دداشت میں لکھیے کہ ان منصوبوں کے لیے کس قسم کے ذرائع کا ہونا ضروری ہے؟ ان ذرائع کو کس طرح مہیّا کیا جاتا ہے اور منصوبے کا مقصد کیا ہے؟ یہ بیانات کون جاری کرتا ہے اور انہیں کس طرح پہنچایا جاتا ہے؟ ان کا اسی باب میں زیرِ بحث آئی کتابتی شہادتوں سے موازنہ اور تقابل کیجیے۔ ان دونوں میں کیا یکسانیتیں اور کیا فرق ہیں؟

12۔ آج کے پانچ رائج کرنسی نوٹ اور پانچ سکّے جمع کیجیے۔ ان میں سے ہر ایک کے بارے میں لکھیے کہ آپ کو اس کے سیدھے رخ اور پشت کے رخ (چہرہ اور پُشت) پر کیا نظر آتا ہے؟ ایک رپورٹ تیار کیجیے جس میں بتا کہ ان میں دی ہوئی تصویروں، رسم الخط، زبانوں، سائز، ہیئت اور کسی ایسے جز کے بارے میں جسے آپ اہم سمجھتے ہیں۔ ان میں کیا یکساں اور کیا مختلف خصوصیات ہیں؟ اسی باب میں دیے گئے سکّوں سے ان کا مقابلہ کیجیے اور بتا کہ ان میں کیا مواد (دھات) استعمال ہوتا ہے۔ ٹکسالی تکنیکیں، نظر آنے والی علامتیں اور ان کی اہمیت اور وہ امکانی کام کیا تھے جو سکّے انجام دیتے تھے؟

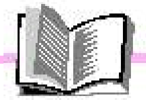

اگر آپ اس کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو پڑھیے۔

D.N. Jha. 2004
Early India: A Concise History
Manohar, New Delhi.

R. Salomon. 1988
Indian Epigraphy. Munshiram Manoharlal Publishers Pvt. Ltd. New Delhi

R.S.Sharma. 1983.
Material Culture and Social Formation in Early India.
Macmillan, New Delhi

D.C. Sircar. 1975.
Inscriptions of Asoka. Publications Division, Ministry of Information and Broadcasting. Government of India, New Delhi

Romila Thapar. 1997.
Asoka and the Decline of the Mauryas. Oxford University Press, New Delhi

مزید اطلاعات کے لیے آپ دیکھ سکتے ہیں

http:/projectsouthasia.sdstate.edu/Docs/index.html

© NCERT not to be republished